

حسبہ ذیل نمبر ۲۶۵

# شمس الاسلام ماہنامہ

بیمبرہ (مغربی پاکستان)

بابت ماہ جولائی اگست ۱۹۵۹ء

اسلامی  
کتاب خانہ

سیلاب میں بہہ گئیں۔



سالانہ چندہ

فی پرچہ

## شمس الاسلام

ہر انگریزی ماہ کی  
پانچ تاریخ  
کو شائع ہوتا ہے

مدیر مسئول - غلام حسین

جلد ۳۰

ذوالحجہ و محرم ۱۳۷۹ھ بمطابق جولائی اگست ۱۹۵۹ء نمبر ۸۰

## فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صاحب مضمون	صفحہ
۱	تہنم القصار	ادارہ	۳
۲	سفارت حضرت عمر رضی اللہ عنہ	جناب مولانا عبد الباقی صاحب آسی لکھنؤی	۵
۳	الراشدین	" " " "	۷
۴	فضائل قرآن	مولانا ساجد محمد اسحاق صاحب قادری	۹
۵	ہمارے آقا کی دو مقدس حدیثیں۔		۱۳
۶	عصا لکھنؤی	مولوی ابو محمد محمد علم الدین صاحب پٹی	۱۵
۷	حضرت غدیر بن حنفیہ	از مولانا قاری حافظ محمد صاحب لکھنؤی	۱۸
۸	مدینۃ البقیع		۲۴
۹	یار قار	الحاج مولانا سید محمد با و شاہ صاحب حسین قادری	۲۷

## سرخ نشان

دائمہ میں سرخ نشان چندہ ختم ہونے کی علامت ہے آئندہ ماہ کا رسالہ بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا جس کی نذر فراہمات  
سے بچنے کیلئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ وی آر ڈی بھیجیں۔ تحمیدیاری منظور نہ ہو تو اطلاع دیں۔ تدارا وی۔ پی  
واپس کر کے ایک اسلامی ادارہ کو نقصان نہ پہنچائیں خط و کتابت کرتے وقت تحمیدیاری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔  
(غلام حسین نمبر رسالہ)

پیشہ شنائی برقی پریس سرگودھا میں چھپ کر دفتر بریدہ شمس الاسلام جامع مسجد بھیرہ سے شائع ہوا

# نقرا لصل

وکوائف کارکردگی حزب الانصار جامع منجھیر

شعبہ تعلیم

میں مبلغ حزب الانصار مولانا محمد عظیم صاحب نے مختلف دیہات میں پیغم تم پھنچایا۔ اور لوگوں میں اصلاح رسوم اور اتباع شریعت کی تلقین کی۔

شعبہ پرائمری سکول

گذشتہ سال سے جامع میں پرائمری سکول کا اجراء کیا گیا ہے۔ تاکہ نئی پود کی اصلاح کی جائے اور ان بچوں کو وغیرہ تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم سے روشناس کرایا جائے تاکہ اس دور میں اپنی مذہبیت کو قائم رکھ سکیں۔ اس سلسلہ میں کارکنان حزب الانصار کے سامنے ایک پروگرام زیر غور ہے اور اکابرین قوم سے مشورہ کیا جا رہا ہے۔

سر دست ہر بچے کو شش کھرجات۔ دحلے جنازہ نماز با ترجمہ اور قرآن مجید کی تعلیم دی جاتی ہے۔ تاکہ پرائمری دور میں اسلامی تعلیم حاصل کر کے اس پر عمل پیرا ہو سکیں۔

سیلاب بہ یوں تو سیلاب ہر سال آتا ہے مگر امسال دس لاکھ چالیس ہزار کے قریب کیوسک پانی نے دریا کے بہسٹم کے ساتھ ریکارڈ کو توڑ دیا۔ سیلاب ہمیں تھلہ بلکہ عذاب الہی تھلہ سینکڑوں من گندم۔ مہندی جھوسہ اور کئی انسانی جانیں سیلاب میں بہہ گئیں۔

دارالعلوم عین الدین

میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہے دارالعلوم میں کتب فنون۔ صرف۔ نحو۔ فقہ۔ اصول فقہ۔ معانی۔ منقول تفسیر و حدیث وغیرہ کی کتب پڑھائی جاتی ہیں اور بیرونی طلبہ کے جمیع اخراجات۔ قیام و طعام دستی و ملحق کادرس ہی کفیل ہے۔

دارالعلوم

طلبا نے دارالعلوم عین الدین کے لئے بہترین اور تجربہ کار مدرسین کا تقرر ہے۔ جن سے طلبہ بہرہ ور ہو رہے ہیں اس وقت شعبہ تدریس میں تین مدرس کام کر رہے ہیں۔

اصلاح الکلام

طالبان علوم دینیہ کو فنی تقریر سے روشناس اور مکہ پیدا کرنے کے لئے اصلاح الکلام کی تشکیل کی گئی ہے۔ تاکہ ہفتہ وار اجلاس میں طلبہ مختلف موضوعات پر متعارف ہو کر کے حجاب دور کریں۔

حفظ قرآن مجید

اس وقت شعبہ حفظ قرآن مجید میں پچاس بچے قرآن مجید حفظ کر رہے ہیں اور ناظر خوان ان کے علاوہ ہیں۔ جو کہ مختصر وقت میں قرآن مجید کو ناظرہ پڑھ لیتے ہیں

کا کاخیل صدر المدرّسین مدرسہ عربیہ لائٹل پور کے ہا  
تھی۔ مگر آپ نے ذوالقعد سے اپنے مراسم مدرسہ  
عربہ مردان سے تمام کر لئے اور ترک سکونت فرما کر  
مردان میں مقیم ہو گئے۔ جس کی وجہ سے اشاعت میں  
تاخیر واقع ہو گئی۔ اس لئے ادارہ معذرت خواہ ہے  
بدین وجہ شدہ ہذا دو ماہ جولائی اگست کا اکٹھا  
شائع کیا جا رہا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنشَاكَ الْغَضَبِ

آئندہ رسالہ اپنی سابقہ روایات اور جدید  
انتظامات کے تحت شائع ہوتا رہے گا۔ اور گذشتہ  
کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔

اس دفعہ سیلاب کا پانی جامع مسجد کے مشرقی دروازہ سے  
داخل ہو کر تمام صحن مسجد سے ہوتا ہوا مغربی دروازہ سے  
نکلتا رہا۔ اور صحن مسجد میں فوایج اور ایک فٹ تک پانی  
کھڑا ہو گیا۔ جس کی وجہ سے کتب عامہ اور انبار عامہ  
گندم کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا۔ مگر اللہ کرم نے اس  
نقصان سے محفوظ رکھا۔

مُتَوَسِّلٌ وَحْدٌ

اللہ مسجد کا مٹوب دلی متواتر کئی دن پانی میں غرق  
رہنے کے باعث قریب بھوکیا اور موٹر کے گاڑے خراب  
ہو گئے۔

تاخیر و کچھ عرصہ سے شمس الاسلام کی ترتیب  
انتظامات کی ذمہ داری مولانا سید سید الدین صاحب

## الحاج منشی برکت علی کا انتقال

یہ خبر میرے ہر خدج واقعی کے ساتھ سنی جائے گی کہ دارالعلوم عزیزیہ کے دیرینہ کرم فرما الحاج منشی  
برکت علی لاٹھوری وارثانی سے دارالبقاء کو رحلت کر گئے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ

مرحوم مخلص صالح اور درو مند دل کے مالک تھے ان کو دارالعلوم عزیزیہ سے حقیقی انس تھا اور دارالعلوم  
عزیزیہ کی پیروی کے لئے کوشاں رہتے اور مستقل معادنت فرما کر عند اللہ باہور اور عند الناس مشکور ہوتے تھے۔  
مرحوم کے انتقال کی خبر سن کر دارالعلوم میں ختم قرآن کریم کے ان کی روح کو ایصال ثواب اور دعائے مغفرت  
کی گئی۔

اراکین دارالعلوم کو اس سدمہ میں مرحوم و مضاف کے تمام خاندان اور بالخصوص میاں محمد اسلم صاحب سے  
دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اور اپنے والد المحترم مرحوم  
کی روایات کو زندہ رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (ادارہ)

# سخاوت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ

انرجنابہ ولا فاعبدالباری صاحب آسمی دکنوی

رات کا اک نیلگوں پر وہ پڑا ہے چرخ پر  
ڈھونڈنے پر بھی کسی کو کچھ نہیں آتا نظر  
کچھ نہیں کرتے ہیں وہ آنکھیں دکھانیکے سوا  
پتلیاں آنکھوں کی ہیں خود ہی سیاہی کی معین  
منظر تاریک کے مانند ہے ساری زمین  
گھر میں سناٹا ہے اور دیوار و درخاموش ہیں  
جبار ہے تھے دن میں جو با شان و شوکت قافلے  
سورہ ہیں بے خبر گنجان بیڑوں کے تلے  
رات کی چادر میں سب لچسپیاں روپوش ہیں  
سورہ ہیں بے خبر گنجان بیڑوں کے تلے

نکلے ہیں فاروق اعظم گشت کرنے کے لئے  
دوش پر درہ بدن پر ایک بوسیدہ عبا  
کان آہٹ پر گئے ہیں دل ہے مصروف تلاش  
پہلے گلیوں میں مدینے کی بہت پھرتے رہے  
اس جگہ آکر کئی افراد دیکھے بے قرار  
بہرہ پر گرد غریب خستہ دل نقشِ لال  
نکبت و ادبار سے پاؤں تک چھائے ہوئے  
اشک گرم آنکھوں میں لب پر نالہ بے انتہا  
تھکے ہیں فاروق اعظم گشت کرنے کے لئے  
دوش پر درہ بدن پر ایک بوسیدہ عبا  
کان آہٹ پر گئے ہیں دل ہے مصروف تلاش  
پہلے گلیوں میں مدینے کی بہت پھرتے رہے  
اس جگہ آکر کئی افراد دیکھے بے قرار  
بہرہ پر گرد غریب خستہ دل نقشِ لال  
نکبت و ادبار سے پاؤں تک چھائے ہوئے  
اشک گرم آنکھوں میں لب پر نالہ بے انتہا

رونے سے بچوں کے دل روتا تھا ماں کا زار زار  
 مظہر اسامان کوئی کھانے پینے کا نہ تھا  
 جل رہی تھی دھیمی دھیمی آگ چولھے میں مگر  
 دیکھ کر اُن بیکسوں کی حالت زار و زبوں !  
 دیکھے تسکین پوچھا اس عورت سے یہ کیا حال ہے  
 روکے اُس آفت زدہ نے یہ دیا اُن کو جواب  
 ہے کئی دن سے مسلط ہم پر فاقے کی بلا  
 بھوکے مارے ہوئے بچے تھے بے حد بے قرار  
 پانی بھر کر رکھ دیا ہے طرف میں نے آگ پر  
 حضرت فاروق شکر اُس سے اُسکا حال زار  
 لے کے کھانے پینے کا سامان بیت المال سے  
 پیسے اور سامان وہ جا کر ضعیفہ کو دیا  
 کھانا کھاپانی کر ہوئے جسوقت بچے شاداں  
 حضرت فاروق سے کہنے لگی یہ انکی ماں

یوں خلیفہ ہونے کو چاہے خلیفہ ہو کوئی۔

مستحق تو ہی خلافت کا ہے بیشک اے سخی۔

مرضی اللہ تعالیٰ عنہما وارضاهما

# الراشدين

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

## صديق اکبرؓ

زندگی دل اسلام ہے نام صديقؓ روح علم و عمل و عشق، پیام صديقؓ  
 مہ و نور شید ہیں ذرات نظام صديقؓ خلوت عشق الہی ہے مقام صديقؓ  
 وہ مہاجرؓ کہ جھکا عرش بریں جس کیلئے  
 وہ مجاہدؓ کہ بڑھی فتح میں جس کیلئے

## فاروق اعظمؓ

جس کا دل مشرقِ نور شیدِ عدالت و عمرؓ جس کا ایقان، ثبوت کی دلالت و عمرؓ  
 ہے جمالِ نبویؐ جس کی جلالت و عمرؓ جس پہ ناراں ہے محمدؐ کی رسالت و عمرؓ  
 ڈھونڈتی تھی نگاہ سرورِ عالم جس کو  
 کر دیا عشق نے فاروقِ اعظمؓ جس کو

## عثمان رضی النورین

جس کا ایشا ہے تسلیم و رضا کی معراج جس کا فیضانِ کرم جو دودنخا کی معراج  
 جس کا ایک ایک نفس عشق و وفا کی معراج زندگی جس کی محبتانِ خدا کی معراج  
 آفتاب جس کا فروغِ رخ کوئین ہوا  
 جس کا فالو س حیاتِ زینتِ نورین ہوا

## علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

فقر شاہد ہے کہ سلطانِ دو عالم ہے علیؑ لطفِ باری کی قسم نازشِ آدم ہے علیؑ  
 سیفِ یزدان ہے مگر خلاقِ نجم ہے علیؑ اسوۂ احمد مختار کا محرم ہے علیؑ  
 جس کو سب مظہرِ آیاتِ خدا کہتے ہیں۔  
 ہستی و مرگ کا اسرارِ کُشا کہتے ہیں۔



# فضائل قرآن

مولانا الحافظ محمد اسحاق صاحب تادری بہارِ لکھنؤ

الحمد لله وكفى وسلاماً على عباده الذين اصطفى

فرمایا: خاتم النبیین پر

عرض کیا ”یارب آپ کی اُمت اس کتاب کو کسی طرح یاد کر سکے گی۔ حالانکہ ان کی عمریں بہت چھوٹی چھوٹی ہونگی“  
فرمایا ”کہ میں ان پر ایسی آسان کردوں گا۔ کہ ان کے بچے بھی اس کے حافظ ہوں گے۔“

قادریین کو اہم! یہ قرآن مجید کا معجزہ اور حق تبارک و تعالیٰ کی قدرت کا کھلا نشان ہے کہ اتنی فہیم کتاب کے دنیا میں ہزاروں نہیں لکھوں اور کروڑوں حافظ موجود ہیں۔ اور اس کی حفاظت و اشاعت کے ہزاروں اور لاکھوں دینی مدارس قائم ہیں۔ کبھی مصنف کی کبھی جمودٹی سے چھوٹی کتاب کا ایسا حافظ نہ شکل ہے کہ اصل کتاب اور اس کے حفظ میں کبھی حرف اور شوشے لا فرق نہ پایا جاسکے۔

حق سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کے جو غائبی سامان پیدا فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ قرآن پڑھنے والوں اور حفظ کرنے والوں کو قرآن مجید پڑھنے اور حفظ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور مدستین حفاظ و اساتذہ حضرات کے قلوب کو اس طرف متوجہ فرمایا کہ انہوں نے اس کی تدبیریں و تعلیم کو اپنی سعادت سمجھتے ہوئے اپنی عمریں اسی مبارک فخل میں صرف کر دیں اور اہل ثروت و سعادت کی ترہات کو اس طرف مبذول فرمایا۔ کہ انہوں نے طلباء و اساتذہ کی خدمات اور ان کی ضروریات

بمادان اسلام اہل تبارک و تعالیٰ ہل مجدہ و عزت نہ لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے انسان کو جملہ کائنات پر فضیلت بخشی۔ اشرف المخلوقات کے خطاب سے نوازا۔ اور وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ اور خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ بچے عظیم العزت ارشادات سے اعزاز و افتخار بخشا۔ اس کے صراطِ مستقیم پر چلنے کے لئے کتاب نازل فرمائی اور اس کی حفاظت و بقا کا ذمہ بھی اٹھایا۔ جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ان الفاظ سے کیا گیا۔

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَيُتَّ وَالْمَيُتَّ لِلْحَيَاةِ الْفُتُورِ (تہجم: بیک)  
قرآن کو ہم نے ہی نازل کیا اور ہم آپ ہی اس کے حافظ اور نگہبان ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق یہ قرآن مجید قیامت تک محفوظ رہے گا۔ شیخ اعلیٰ صاحب تفسیر روح البیان کے صفحہ ۱۳ پر فرماتے ہیں کہ ”جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت کو نازل فرمایا جیس کی ہزار سورتیں تھیں۔ اور ہر سورت ہزار ہزار آیت پر مشتمل تھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارب اس کو کون پڑھے گا اور کون یاد کر سکے گا۔ تو اس وقت حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اے موسیٰ میں اس سے بھی اعظم کتاب نازل کرنے والا ہوں۔“ عرض کیا۔ ”کیں پر“

امکان نہیں رکھتے (اور) نادائق ان کو ان کے سوال نہ کرنے کے سبب سے دولت مند خیال کرتا ہے (البتہ) تم ان کو ان کے طرز سے پہچان سکتے ہو (کہ نقر و ناقہ سے ان کے چہرہ پر اثر ضرور آجاتا ہے) وہ لوگوں سے سپٹ کر بیٹھتے نہیں پھرتے اور جو مال تم (ان پر) اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔ بے تک حق بھانڈا اس کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔

حضرت مولانا علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: ”یعنی ایسوں کو دینا بڑا ثواب ہے جو اللہ کی راہ اور اس کے دین کے کام میں مقید ہو کر چلے پھرنے لگے۔ پتے سے رُک رہے ہیں اور کسی پر اپنی حاجت ظاہر نہیں کرتے۔ جیسے حضرت کے اصحاب حق اہل صفہ نے کھر بار چھوڑ کر حضرت کی صحبت اختیار کی تھی علم دین سیکھنے کو اور مفسدین فتنہ پر دازوں پر جہاد کرنے کو۔ اسی طرح اب بھی جو کوئی قرآن کو حفظ کرے یا علم دین میں مشغول ہو تو لوگوں پر لازم ہے کہ ان کی مدد کریں“ (رحاشیہ علامہ عثمانیؒ) نیز اسی آیت کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے حکیم الامت حضرت مولانا الحافظ القاریؒ الشاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

”اور جانتا چاہئے کہ ہمارے ملک میں اس آیت کے مصداق سب سے زیادہ وہ حضرات ہیں جو علوم دینیہ کی اشاعت میں مشغول ہیں پس اس بنا پر سب سے اچھا مصرف طالب العلم ٹھہرے“ (بیان القرآن) حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مال اور دولت عطا فرمائی ہے ان کے مال میں ان حضرات کا حق ہے جو دین کی تعلیم حاصل کرنے یا تعلیم دینے میں مشغولی کی وجہ سے اپنے آپ کو کسب معاش

زندگی ہٹا کر نے کو اپنی سعادت تصور کیا۔

حضر! واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص ایک وقت میں دو کام نہیں کر سکتا۔ جو شخص تعلیم و تدریس یا تفصیلی علم میں مشغول ہوتا ہے۔ اس کو کسب دنیا کے لئے فراغت میسر نہیں ہو سکتی۔ اور جو شخص کسب دنیا میں منہمک ہوتا ہے وہ کماتھ حاصل نہیں کر سکتا۔

ہم خدا خواہی وہم دنیا کے دوں

ایں خیال است و محالست و حبلوں۔

مسنور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں بھی صحابہ کرام کی ایک جماعت تفصیلی علم اور کتاب و سنت سیکھنے کے لیے مخصوص تھی۔ جن کو اصحاب صفہ کہا جاتا تھا۔ یہ حضرات ہمہ وقت دربارِ نبویؐ میں مسجد کے ایک چوتھرہ پر پڑھ رہتے تھے اور قرآن سیکھتے اور مسنور صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کا علم حاصل کیا کرتے تھے۔ ان کا کوئی مشغلہ دنیوی نہ تھا نہ تجارت۔ نہ فراغت۔ اہل کسب اصحاب ان کی ضرورتاً کا خیال نہ کرتے تھے۔ مسجد میں آتے وقت جو کچھ میسر ہوتا از خود ان کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ مسنور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کی ترغیب فرمایا کرتے تھے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں ان کی خدمت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

پنچاچہ پارہ نمبر ۳ رکوع نمبر ۵ کی یہ آیت اپنی کھنقہ میں نازل فرمائی۔

لَا يَنْكُحُونَ صَرَافِي الْأَرْضِ حَسْبُهُمْ  
الْجَاهِلُ أَغْنَىٰ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ  
لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ  
خَيْرٍ فَرَأَىٰ اللَّهُ بِهِ خَلِيلَهُ

ترجمہ۔ وہ لوگ کہیں ملک میں چلنے پھرنے کا واسطہ

کے لئے فارغ نہیں کر سکتے۔

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْهَرَمِ

ترجمہ۔ اور ان کے مالوں میں حق ہے سوائی اور غیر سوائی کا (سورت الذاریہ)

اگر یہ ان کی خدمت کریں گے تو اپنا فرض ادا کریں گے مال و دولت میں زیادتی ہوگی، اللہ تعالیٰ راضی ہوئے۔ اور اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مصداق ہونگے

نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحِ الرَّحْبِلِ الصَّالِحِ

ترجمہ۔ اچھا ہے حلال مال واسطے نیک آدمی کے ایک حدیث میں ہے مَا أَحْسَنَ الدِّينَ وَالْأَنْبِيَا إِذَا جُمِعَ۔

ترجمہ۔ کیا ہی اچھا ہے کہ جب دین اور دنیا دونوں جمع ہو جائیں۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو اگر اللہ تعالیٰ دنیا دے تو وہ دنیا کے مال و دولت کے نقشہ میں دین کو نہ چھوڑ دے بلکہ اس مال کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر کے اس ساتھ دین بھی حاصل کرے کیونکہ جب دنیا کے ساتھ دین بھی ہو۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی درضا حاصل ہو جاتی ہے اور اگر اس طرف متوجہ نہ ہوں گے تو ناشکر گذار ہوں گے۔ کفرانِ نعمت ہوگا۔ مال میں برکت نہیں ہوگی۔ حق سبحانہ و تعالیٰ راضی ہوں گے۔ اور

الدُّنْيَا جِفَّةٌ وَطَالِبُهَا كَلَابٌ

کے مصداق ہوں گے۔

(ترجمہ) یعنی دنیا مراد ہے اور اس کے طلب کرنے والے کتے ہیں۔

اب میں قرآن مجید کی فضیلت کی چند احادیث نقل کرتا ہوں

تاکہ ناظرین کو قرآن کی تعلیم حاصل کرنے۔ اس کی تدریس و تعلیم کے ذریعہ سے اشاعت کرنے اور پڑھنے پڑھانے والوں کی خدمت کرنے کا شوق و رغبت پیدا ہو۔ اور ان تینوں سعادتوں میں سے جس شخص کو جو انبی سعادۃ حاصل کرنا ممکن ہو۔ اس کے حاصل کرنے کی سعی کرے۔

۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن پڑھا اور پڑھایا۔

۲) رواۃ الست عن عثمان بن عفان

۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو قرآن پڑھنے نے مجھ سے مانگنے سے مشغول رکھا۔ میں اس کو مانگنے والوں سے زیادہ اور افضل دوں گا اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت اس کی تمام مخلوق پر۔

۴) رواۃ الترمذی عن ابی سعید

یعنی بعض لوگ تو اللہ تعالیٰ سے مانگنے میں مشغول ہیں کہ الحاج و زاری سے دعائیں کر کے اس سے طرح طرح کی نعمت اور دولت مانگ رہے ہیں اور ایک شخص قرآن کی تلاوت یا تعلیم میں اس قدر مشغول رہے کہ اس کو مانگنے کی فرصت ہی نہیں ملتی تو سائلین کی دعائیں قبول فرما کر جو کچھ اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمائے اس سے بہتر اور عمدہ اس شخص کو عطا فرمائے جو قرآن مجید کی تلاوت یا تعلیم میں مشغول ہے۔

۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن پڑھا اور پڑھا کر اس پر عمل کیا اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا۔ جس کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح ہوگی اور اس کے والدین کو دو ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے کہ تمام دنیا کے غلام اس کی قیمت نہیں ہو سکتے وہ عرض

(۷) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حافظ قرآن کو کہا جائے گا کہ قرآن پڑھنا جا اور بہشت کی سیڑھیوں پر چڑھتا جا اور اس طرح قریش سے پڑھتے جاؤ جیسے دنیا میں قریش سے پڑھتے تھے کیونکہ تیرا مقام وہاں ہے یہاں تیرا قرآن نعم ہوگا۔

(رواہ الترمذی عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص)

خطابی کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ بہشت کی سیڑھیاں اتنی ہی ہیں جتنی قرآن کی آیتیں تمہیں یاد ہیں۔ وہ پڑھتے جاؤ اور سیڑھیوں پر چڑھتے جاؤ جس کو پورا قرآن یاد ہو گا تو وہ بہشت کے آخری درجہ تک پہنچ جائیگا اور جس کو کچھ حصہ یاد ہو گا وہ اتنے ہی درجے پر چڑھے گا جتنا اُس کو یاد ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ جہاں اس کا پڑھنا نعم ہوگا وہیں اُس کا درجہ نعم ہوگا۔

(۸) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب قرآن پڑھنے والا آئے گا تو قرآن مجید کے گارے لے آئے۔ اے رب اس کو جوڑا پہنایا جاوے چنانچہ اس کو نہایت عزت کا تاج پہنایا جاوے گا۔ پھر قرآن کہے گا اے رب اس پر ادبھی انعام فرمایا جاوے۔ چنانچہ اس کو نہایت عزت کا لباس پہنایا جاوے گا۔ پھر قرآن کہے گا اے رب اس سے راضی ہو جا تو اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہو جائیگا پھر اس کو کہا جائے گا پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بڑھتا رہے گا۔

حضرات جس طرح قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے کرد و ثواب کا وعدہ کیا ہے اسی طرح مال و دولت خرچ کر کے اس کی حفاظت و اشاعت میں حصہ لینے والوں کے لئے بھی حق سبحانہ و تعالیٰ نے بڑے بڑے درجات و انعامات کا وعدہ فرمایا ہے جس کو قرآن پاک (بقیہ ص ۱۳ پر)

کریں گے کہ (یا رب) یہ کس عمل کے بدلہ میں پہنائے گئے ہیں۔ کہا جائے گا تمہارے لڑکے کے قرآن پڑھنے کے بدلے میں۔

(رواہ الحاکم عن مسدد)

(۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور اس کو خوب حفظ اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھ کر اس کو عملی جامہ پہنایا تو اس کو اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائیں گے اور اس کے گھر والوں میں سے ایسے دس آدمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے۔ جن میں سے ہر ایک جہنم کا متقی تھا۔

(رواہ الترمذی عن علی ابن ابی طالب)

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوذرؓ تو صبح اٹھ کر قرآن مجید سے ایک آیت سیکھ لے تو یہ تیرے واسطے سو رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر تو صبح اٹھ کر ایک مضمون علم دین کا سیکھ لے تو یہ ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے خواہ اس پر عمل کرے یا نہ کرے (رواہ ابن ماجہ عن ابی ذرؓ)

یعنی یہ اجر صرف ایک مسئلہ علم سیکھنے کا ہے اس پر عمل کرنے کا اجر الگ ہوگا۔

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بعض لوگوں کے ساتھ محبت اور الفت کا ایسا تعلق ہوتا ہے جیسا تم لوگوں کا اپنے گھر والوں کے ساتھ۔

صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا۔ قرآن والے۔ یعنی قرآن پڑھنے اور پڑھانے والے یہی لوگ اللہ کے گھر والے ہیں اور اس کے ساتھ خصوصی تعلق رکھنے والے ہیں۔

(رواہ النسائی عن انسؓ)

# ہمارے آقا کی دو مقدس حدیثیں

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ تَسَادُّهِ  
وَلِيَدِهِ وَآمَلَهَا جَوْمَنْ هَجَرَهَا لَمْ يَلَهُ لَللّٰهِ عَنَّهُ

(رداۃ المحتج)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'مسلم وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ہر اس چیز کو چھوڑ دے جس سے اللہ نے منع کیا ہے اس حدیث میں پیغمبر اسلام نے اسلام اور ہجرت کی روحانی حقیقت کو بے نقاب فرمایا ہے اور صداقت اسلام کا معیار یہ قرار دیا ہے کہ ایک مسلمان زبان سے دوسرے مسلمان کے خلاف نہ کرے بھوٹ نہ بولے، گالی نہ دے غیبت نہ کرے۔ دل آزار الفاظ نہ کہے، الزام نہ لگائے تہک نہ کرے بھوٹی شہادت نہ دے۔ زبان کے بعد ہاتھ کا درجہ ہے اسلامی ہاتھ کا فرض یہ قرار دیا گیا کہ وہ مسلمان بھائی کو ناحق قتل نہ کرے، ظلم نہ کرے، ایذا نہ پہنچائے مسلمان کے مال اور جائداد میں زبردستی اور مداخلت نہ کرے چونکہ مسلمانوں کے ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچنے والا تھا اس واسطے حضور نے اس حدیث میں خصوصیت کے ساتھ زبان اور ہاتھ کا نام لیا ہے ورنہ حدیث کا عام مطلب یہ ہے کہ کوئی مسلمان، اپنے کسی اعضا سے بھی کسی دوسرے مسلمان کو نقصان نہ پہنچائے۔ ایک مسلمان سے ہمارے آقا کا یہ کم از کم مطالبہ ہے ورنہ اسلام کی اصل شان یہ ہے کہ کوئی مسلمان اپنے کسی عضو سے کسی انسان کو بھی ازراہ ظلم نقصان نہ پہنچائے۔

عام مفہوم کے مطابق مہاجر وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر وطنیت کے تمام رشتوں سے بے نیاز ہو کر یہ دیس میں جا لے، زر و مال کی پروا نہ کرے، عزیزوں کی پروا نہ کرے۔ کاروبار کے منہ نہ لگے، دوست و آشنا کی محبت اور کشش کا پاس نہ کرے۔ وطن اور اہل وطن کے تمام رشتوں کو خیر باد کہہ دے اور صرف ایک خالق ادا ایک مالک کے تعلق اور حکم کو مقدم کر کے ایسی جگہ میں چلا جائے، جہاں اُسے نہ ہی آزادی حاصل ہو جائے۔ یہ وہ ہجرت ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے کی۔ اس ہجرت کی روح یہی ہے کہ ایک مسلمان کا وطن اسلام ہے، زمین وطن نہیں ہے۔ اسی نکتہ کو پیش نظر رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی۔ ایک ایسی تعبیر فرمائی جو ہر مسلمان کو حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ ہجرت اس طرح ہے کہ آپ ہر منع چیز کے قریب نہ جائیں، آپ حرم سے، بھوٹ سے، گناہ سے، نافرمانی سے، ظلم سے، فساد سے، غیبت سے، باغی سے غرور سے، ہجرت کر کے، اکل حلال، صدق مقال، نیکی، اطاعت عدل، امن، خدمت، نیا صبی اور خاکساری پر کار بند ہو جائیں اس طرح آپ ہجرت کی اصلی روح کو جذب کر لیں گے۔

## دوسری حدیث

لَا يُؤْمِنُ أَحَدٌ كُفْرًا حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ  
الدِّينِ وَوَلَدَيْهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (متفق علیہ)  
حضور نے فرمایا۔ کوئی شخص ایمان کے کمال اور حقیقت کو



حضرت سید المرسلینؐ کے حقِ محبت کی خاطر بھی کوئی دولت، کوئی جائیداد اور کوئی سوجھ بھائی اور وقف کی؟ سوال یہ ہے کہ آپؐ نے سوسائٹی کے اندر اپنی عزت اور حیثیت کو قائم رکھنے کے لئے کیا کیا کام سر انجام دیئے۔ پھر کیا شریعتِ الہی کی رائے کی بھی کبھی اس قدر پرواہ کی گئی؟

ان چاروں سوالات سے فیصلہ ہو سکتا ہے کہ آپؐ کی عملی زندگی میں اَحَب کون ہے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اَحَب ہیں یا ماں باپ، اولاد اور سوسائٹی احب ہے؟ زبان کا دعویٰ سند نہیں۔ سوال یہ ہے کہ عمل کیا کہتا ہے؟ ہم میں کون ہے جس نے اولاد کی بیاہ شادی کے لئے اور تعمیر مکانات کے لئے قرض نہیں اٹھایا؟ کیا ہم نے کبھی خدمتِ دین کی خاطر بھی ہزار دو ہزار روپیہ قرض اٹھایا؟ پھر خود ہی فیصلہ کرو کہ اَحَب کون ہوا۔

بعض لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ ہم نے دردمال اور جائیداد کے بے دریغ صرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی تائید و حمایت نہیں کی، بائیں ہمہ ہم حضورؐ کے نام لیوا تو ہیں۔ ہم حضورؐ کو زبان سے یاد کرتے ہیں بلکہ دل سے بھی یاد کرتے ہیں۔ بے شک! ایسا کرنا بھی درجے کی بات ہے مگر ایمان کا یہ مطالبہ نہیں ہے۔ وہاں ماں باپ، اولاد اور سوسائٹی کا ہم لیا گیا ہے۔ مطالبہ محبت یہ ہے کہ تم دقت، جان، دولت اور جائیداد کی قربانی کس کے لئے زیادہ کرتے ہو؟ بس تمہارا ”اَحَب“ ہی ہے جس کے لئے قربانی زیادہ ہے

بقیۃ یارِ قادریؒ۔ حضرت صدیق کی زندگی کے تمام حالات پر غور کرو تو صاف ظاہر ہوگا کہ طلبِ صدیقی میں اللہ اور اُس کے رسول کی محبت کے سوا کچھ اور کسے لئے گنجائش نہ تھی۔

یہ پردہ ہائے دل و چشم من نہاں حسرت

من و نہاد کے کہ بجز جلوہ نگارم نیست

نہیں پاسکتا، جیت تک کہ وہ اپنے ماں باپ، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میرے ساتھ محبت نہ کرے یہ حدیث جس قدر زیادہ مشہور ہے عملاً اور معاً اسی قدر زیادہ مستور ہے اس حدیث میں پیغمبرِ اسلامؐ نے اپنی اُمت سے اپنے حق کا مطالبہ کیا ہے حضورؐ کا مطالبہ یہ ہے کہ تم دنیا کے جس قدر بھی انسانوں کے ساتھ تعلق اور محبت رکھتے ہو ان میں سب سے زیادہ تعلق اور محبت میری ذات کے ساتھ رکھو۔ رسول اللہؐ کا یہ مطالبہ تمہیں کہ میرے ساتھ محض تعلق اور محبت رکھو، اس لئے کہ حضورؐ کے ساتھ محض تعلق اور محبت تو بے شمار یہودی، عیسائی، ہندو بھی رکھتے ہیں۔ مطالبہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ تعلق اور محبت رکھو۔

حدیث میں ماں باپ، اولاد اور تمام مخلوق کا ہم آئیل ہے اور ان تینوں چیزوں کی یاد دہانی اس لئے کرائی گئی ہے تاکہ تم پر حضرت محمد مصطفیٰؐ صلعم کے مطالبہ محبت کی اصل حقیقت مخفی نہ رہے۔

سوال یہ ہے کہ آپؐ اپنی کمائی کا روپیہ، کپڑا، کھانا اور ساز و سامان، اپنے ماں باپ کی خدمت میں کس طرح پیش کرتے ہیں؟ پھر کبھی پیغمبرِ اسلامؐ کے متعلق بھی ٹھیک ایسی ہی خوشی اور کشادگی عمل میں لائی گئی؟ سوال یہ ہے کہ آپؐ نے اولاد کی تعلیم و تربیت اور شادی بیاہ پر کیا خرچ کیا؟ پھر کیا ایسی ہی آزادی اور جوش کے ساتھ آپؐ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت و تائید پر روپیہ خرچ کیا؟ سوال یہ ہے کہ آپؐ نے اپنی اولاد کے آرام و راحت کے لئے کتنا زیادہ کتنی زمین، کتنی دکانیں اور جوئیاں بنائیں اور محفوظ کیں، پھر کیا

# خصائص نبوی

انجناب مولوی ابو محمد۔ محمد علم الدین صاحب چشتی صابوی

کے صرف چند خصائص لکھتے ہیں۔

صاحب لا لب والتمیز حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ میں لکھتے ہیں کہ وہ خصوصیات جو مولا کریم نے صرف حضور علیہ السلام کے بدن مبارک میں عطا فرمائی تھیں۔ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضور علیہ السلام اپنی پشت مبارک کے پیچھے بھی ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ آپ آگے کی طرف دیکھتے تھے۔

(۲) رات اور اندھیرے میں آپ کو ایسا ہی نظر آتا تھا جیسا کہ روز روشن میں۔

(۳) حضور علیہ السلام کا آپ دامن مبارک کھارے اور نمکین پانی کو میٹھا کر دیتا تھا۔

(۴) حضور علیہ السلام جس شیر خوار بچے کو اپنا لعاب دامن مبارک چوسا دیتے تھے وہ بچہ تمام دن شکم سیر رہتا تھا اور شیر طلب نہیں کرتا تھا چنانچہ عاشورے کے دن اطفال اہلبیت علیہ السلام سے اس بات کا تجربہ کیا گیا۔

(۵) حضور علیہ السلام کی بغل مبارک صاف و شفاف اور چمکدار تھیں۔ اور ان میں بالکل کوئی بال نہ تھا۔

(۶) اور حضور علیہ السلام کی آواز مبارک جہاں تک پہنچتی تھی دوسروں کی آواز اس کے عشر عشر تک بھی نہیں جاتی تھی۔ اور اسی طرح آپ اتنی دور سے باسانی آواز سن لیتے تھے۔ کہ دوسرے لوگ نہیں سن سکتے تھے۔

(۷) اور خواب کے وقت آپ کی پٹھان پاک خواب آلود ہو

پروردگار عالم جل جلالہ و علم قیامت نے اپنے حبیب حبیب حضور پر نور سید یم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ و آلہٖ وسلم کو دو قسم کے کمالات مرحمت فرمائے۔ پہلے کمالات عامہ وہ ہیں جو مولا کریم جل مجدہ نے اپنے فضل و کرم سے ہر نبی علیہ السلام کو عینہ عینہ عطا فرمائے اور حضور علیہ السلام کی ذات ستودہ صفات اور جامع جمیع کمالات میں بھی وہ من حیث المجموع جمع فرمادے جیسا کہ کسی بزرگ کا ارشاد ہے

سے حسن یوسف آدم عیسیٰؑ ید بیضا داری

آپ خوبیاں ہمہ دارند تو تنہا داری

کمالات خاصہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مطف کرم سے صرف اپنے محبوب محترم سید العرب والجمہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے اور آپ کی ذات و صفات کے سوا دوسرے کسی نبی یا مرسل علیہ السلام کو ان سے مشرف اور سرفراز نہیں فرمایا جیسا کہ ایک صاحب فرماتے ہیں۔

سیر مرغ ہم پچس از انبیا نہ رفت

آجما کہ تو ببال کرامت پریدم

ہر یک بقدر خویش بجلے رسیدہ اند

آجما کہ جائے غیث تو آنجا رسیدم

اگرچہ حضور پر نور علیہ السلام کے خصائص لا تعداد اور بیشمار ہیں۔ جو اکابر موصوفین دین اور محققین و محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنی اپنی تصنیفات میں جمع فرمائے ہیں۔ مگر ہم ناظرین کرم کی تازگی ایمان اور ذرا نیت قلب کے لئے آپ

(۱۸) اور آپ چاند کو حسن طرف اشارہ فرماتے تھے اسی طرف مائل ہو کر جھک جاتا تھا۔

(۱۹) حضور علیہ السلام گہوارہ میں بھی باتیں کرتے تھے (۲۰) حضور علیہ السلام پر ہمیشہ آفتاب کی دھوپ میں بادل سایہ کرتا تھا۔

(۲۱) اگر حضور علیہ السلام کسی درخت کے دھچے استراحت فرماتے تھے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف مائل ہو کر آپ پر سایہ انگن ہوتا تھا۔

(۲۲) و سایہ ایشان بر زمین نمی افتاد۔

اور حضور علیہ السلام کا سایہ مبارک زمین پر نہیں پڑتا تھا۔

(۲۳) بر جاہائے ایشان گس نے نشست۔

حضور علیہ السلام کے لباس و بدن مبارک پر کبھی نہ بیٹھتی تھی (۲۴) و سپش ایشان را ایذا نمی داد۔

(۲۵) اگر حضور علیہ السلام کسی جانور پر سواری فرماتے۔ تو وہ جانور از راہ ادب و احترام جب تک آپ اس پر سوار تھے ہرگز بول و برا نہ کرتا۔

(۲۶) عالم ارحام میں آپ سب سے پہلے پیدا ہوئے (۲۷) اور سب سے پہلے جس نے الست برحکمہ کے جواب میں جلی کہا۔ آپ ہی تھے۔

(۲۸) سیر معراج حضور علیہ السلام سے ہی مخصوص تھے۔ (۲۹) اور براق کی سواری بھی حضور سے ہی مخصوص ہے۔ (۳۰) آسمان کے اوپر جانا قاب و قوسین کی حد تک پہنچنا اور خدا تعالیٰ کے دیدار و رحمت آثار سے مشرف ہونا بھی حضور سے ہی مخصوص ہے۔

(۳۱) فرشتوں کا حضور علیہ السلام کی توح اور لشکر میں شامل ہو کر کفار سے قتال کرنا جناب سے ہی مخصوص ہے (۳۲) اور فتنی القم اور دیگر اس قسم کے معجزات بھی حضور

جانبی تھیں لیکن طلبِ اطہر بیدار رہتا تھا۔

(۸) حضور علیہ السلام کو تمام عمر جمائی نہ آئی۔

(۹) اور نہ ہی تمام عمر سر کا روالا تبار کو احتلام واقع ہوا۔

(۱۰) حضور علیہ السلام کا پسینہ مبارک کسٹوری سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔ تھے کہ بازار یا مکان سے آپ گزر فرماتے حضور علیہ السلام کے پسینہ مبارک کی خوشبو کی وجہ سے جو ہوا میں سرایت کر جاتی تھی۔ لوگ آپ کا پتہ لگا لیتے تھے کہ حضور اس راستہ سے گزر رہے ہیں۔

(۱۱) حضور علیہ السلام کے نفلے کو کسی آدمی نے تمام عمر نہیں دیکھا تھا۔ کیونکہ آپ کا فضل زمین نیل لیتی تھی۔ اور اس مقام سے کسٹوری کی خوشبو آنے لگتی تھی۔

(۱۲) حضور علیہ السلام پیدائش کے وقت ہی حقہ شہید ہوئے تھے۔

(۱۳) اور اسی طرح حضور علیہ السلام پیدائش کے وقت ناف پریدہ اور تمام قسم کی انسانی آلائشوں سے پاک پیدا ہوئے تھے۔ اور کسی قسم کی کوئی آلائش حضور علیہ السلام کے بدنی مبارک پر سرگز نہ تھی۔

(۱۴) جب حضور علیہ السلام پیدا ہوئے۔ فی الفور زمین پر میراقدس رکھ کر پروردگارِ عالم کو سجدہ کیا اور انگشتِ قہادت آسمان کی طرف بلند فرمائی۔

(۱۵) حضور علیہ السلام کی پیدائش مبارک کے وقت اتنا نور ظاہر ہوا کہ آفتاب کی والدہ ماجدہ کو محلاتِ ملک شام نظر آ گئے۔

(۱۶) حضور علیہ السلام کا ہمد (چنگوٹا) مبارک ملائک آسمانی جھلاتے تھے۔

(۱۷) اور بچپن کی حالت میں ماہیتاب آپ کے ساتھ ہمد مبارک میں باہیں کرتا تھا۔

(۳۵) سب سے پہلے جنت کا دروازہ آپ ہی کھول کر اس میں قدم رنجہ فرمائیں گے۔

(۳۶) قیامت کے دن آپ کو ہی مقام وسیلہ سے سرفراز فرمائیں گے اور وہ مرتبہ بہت ہی بلند اور بڑا ہے۔ جو تمام مخلوقات میں سے کسی کو بھی آپ کے سوا نصیب نہ ہوگا۔

(۳۷) و تحقیق آں آمنت کہ ایشیاں و داکں روزِ نجاتِ خداوندی بمنزلہ ذیبراز بادشاہ باشند۔

یعنی اس کی حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام اُس دن پروردگارِ عالم کے دربار میں بمنزلہ ذریعہ ہوں گے  
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْهِمْ۔

اگرچہ حضور علیہ السلام کے خصائص لا تعداد اور بیشمار ہیں مگر ہم بخوفِ طوالت اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

### بقیہ فضائلِ قرآن ص ۱۳

اور حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ خوفِ طوالت کی وجہ سے مزید آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی نقل سے اجتناب کرتے ہوئے مختصر الفاظ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ جو کہ اوپر ذکر کئے گئے ہیں۔

امید ہے کہ ناظرین اس کو کافی سمجھیں گے۔

سے ہی مخصوص ہیں۔

(۳۲) قیامت کے دن عنایاتِ ایزدی سے جو کچھ آپ کو عطا ہوگا کسی دوسرے کو ہرگز نہیں ہوگا۔

(۳۳) قیامت میں سب سے پہلے آپ کی قبر تشریف ہی شرف ہوگی اور آپ ہی سب مخلوقات سے پہلے اٹھیں گے۔

(۳۴) اور حضور علیہ السلام ہی براق پر سواری فرما کر میدانِ نشر میں تشریف لائیں گے

(۳۵) قیامت میں سب سے پہلے جسے بے ہوشی سے نفاذ ہوگا۔ آپ ہی اٹھیں گے۔

(۳۶) قیامت میں نشر ہزار فرشتے آپ کے مجلس میں شامل ہوں گے۔

(۳۷) بجانبِ راست عرشِ بالا کے کسی ایشیاں راجا دہندہ۔ اور عرش کے دائیں طرف کرسی پر آپ ہی جلوہ افروز ہوں گے۔

(۳۸) و مقامِ محمود مشرف سا نند۔

اور مقامِ محمود سے آپ کو ہی مشرف فرمائیں گے۔  
(۳۹) قیامت میں لو اور الحمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا کہ حضرت اکرم علیہ السلام اور آپ کی تمام اولاد اس کے ذریعہ سایہ ہوگی  
(۴۰) اور تمام انبیاء علیہم السلام اہمیتوں کی طرح آپ کے پیچھے پیچھے چلیں گے۔

(۴۱) دیدارِ خدا تعالیٰ کی ابتداء سب سے پہلے آپ کی ذاتِ دلا صفات سے ہی شروع ہوگی۔

(۴۲) اور شفاعتِ ظلی سے آپ کو ہی مخصوص کیا جائیگا  
(۴۳) اور سب سے پہلے آپ ہی پھر طے سے گذریں گے اور تمام مخلوقات کو حکم ہوگا کہ آنکھیں بند کر لیں۔ تاکہ حضور علیہ السلام کی لختِ جگر سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا پھر طے سے گذر فرمائیں۔

# الحکمۃ فیہ حضرت خدیجہ الکبریٰ

رضی اللہ عنہا

انہو لافا قلمہی حافظ محمد صدیق حسنا لکھنوی

کامی انتقال ہو گیا اب آپ پھر بیوہ ہو گئیں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بیس برس سے متجاوز ہوئی تو آپ انتظام معاش کی طرف متوجہ ہوئے آپ کا خاندانی پریشہ تجارت تھا اور آپ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ تجارتی سفر کے تجربہ بھی حاصل کر چکے تھے اس لئے نگر معاش میں آپ کے لئے تجارت سے بہتر اور کو نسا پیشہ ہو سکتا تھا لیکن یتیم عبداللہ کے پاس امن سرمایہ کمال تھا جس سے اس سلسلہ کا آغاز ہوتا اس لئے آپ دوسروں کا مال لے کر خرید و فروخت کرتے تھے امد معاد صحت کی قسم مقررہ آپ کو مل جاتی تھی محوڑ سے ہی دلوں میں آپ کی دیانت داری، راست پلڑی اور خوش معاہلی کی سارے کمر میں شہرت ہو گئی اب ہر شخص آپ ہی کے قیدیہ سے تجارت کرنے کا آرزو مند تھا تاکہ عید سے جلد مال فروخت ہو اور زیادہ سے زیادہ نفع حاصل جمے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی عورت ذات آدمیوہ ہونے کی وجہ سے دوسروں کو اجرت دیکر اپنا مال خرید و فروخت کو کافی تھیں اس لئے دیا متدار اور راستباز افراد کی ان کی ہمیشہ تجویز تھی حتیٰ جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و صداقت کا شہرہ سنا تو آپ کے پاس

نام و نسب، آپ کا نام نامی خدیجہ، کنیت أم بنت اور لقب طاہرہ تھا۔ والد کا نام حویلد۔ دادا کا نام اسد مان کا نام فاطمہ اور نانا کا نام زائدہ تھا۔ عرب کے مشہور اور معزز خاندان قریش میں پیدا ہوئیں۔ نہایت شریف النفس اور پاکیزہ خصال تھیں۔ اسی پاکیزہ اخلاقی کی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں طاہرہ کہہ کر پکاری جاتی تھیں آپ کے والد کلمہ کے مشہور تاجر اور اپنے قبیلہ میں بہت یا عزت و با اثر تھے۔

پیدائش۔ آپ کی پیدائش واقعہ نیل سے پندرہ سال پہلے ہوئی۔ اسی لئے عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پندرہ سال بڑی تھیں۔

پہلی دوسری شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح عرب کے ایک سردار ابو ہالہ تمیمی کے ساتھ ہوا ان سے دو لڑکے ہوئے ایک کا نام ہالہ اور دوسرے کا نام ہمنہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد یہ دونوں صاحبزادے مسلمان ہو گئے تھے۔ ابو ہالہ کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ کا دوسرا نکاح عقیق بن عابد مخزومی کے ساتھ ہوا۔ ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام بھی ہمنہ رکھا گیا اسی مناسبت سے حضرت خدیجہ کی کنیت أم ہمنہ تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد عقیق



حضرت خدیجہ کی طرف سے انکے چچا عمر دین اسد دیکل نکاح بنے ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا: پانچ سو درہم مہر مقرر ہوا اور یہ سنت بحسن و خوبی مکمل ہوئی۔

اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۴۰ سال تھی۔

## قبول اسلام اور نبی خدمات

نکاح کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام پہلو بے نقاب تھے پندرہ سال تک انہوں نے آپ کی زندگی کو خوب اچھی طرح دیکھا اور سمجھا دن بدن آپ کی عقیدت و محبت بڑھتی ہی گئی۔ یہاں تک کہ ہدایت الہی کا چشمہ چھوٹا اور درج الہی کی بارش شروع ہوئی حضرت خدیجہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و امانت کا پہلے ہی سے اثر تھا اور طبیعت بھی حق پسند پائی تھی اس لئے قبول حق میں سب سے پہلے ان ہی نے قدم اٹھایا اور اس دشوار گزار دادی میں سب سے پہلے آپ کے ساتھ ہو گئے اس وقت اسلام لانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ ساہا سال کے پھیلے اور جے ہوئے مذہب کے خلاف علم بغاوت بند کر کے خدا کی وحدانیت کا اعلان کننا عرب جیسی جنگجو قوم کے مقابلے میں بڑا ہی مشکل کام تھا لیکن فیاض ازل نے جن سعادت مند انسانوں کی قسمت میں یہ دولت لکھ دی تھی۔ ان کے لئے ساری مشکلات آسان تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی حق پرست اور

پیغام بھیجا کہ آپ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں میں اپنا غلام میسرہ ساتھ کر دوں گی اور دوسروں سے دونا معاوضہ دوں گی" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی درخواست منظور کی اور سامان تجارت لے کر بصری روانہ ہوئے۔

اس سفر میں میسرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا بغور مطالعہ کیا اور آپ میں ایسی نمایاں خصوصیات دیکھیں جو کبھی دوسرے انسان میں نظر نہ آتی تھیں معاملات کی صفائی وعدہ کی پابندی، اخلاق کی پاکیزگی اور دیانت و امانت کنیاں یہ چیزیں میسرہ کو آپ کی زندگی میں ہر وقت محسوس ہوتی تھیں ان حالات سے وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ سفر کی واپسی کے بعد تمام حالات واقعات اپنی ناکہ سے بیان کئے اور حصر مال تجارت میں بھی ہر دفعہ سے زیادہ نفع ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پاک بے لوث زندگی کا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بھی گہرا اثر ہوا اور ان کے دل میں آپ کی خاص عزت و عظمت پیدا ہو گئی اور روز بروز یہ عزت و عظمت بڑھتی ہی گئی۔ آخر کچھ دنوں کے بعد انہوں نے خود ہی نکاح کا پیغام دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود اس معاملہ کو طے کرنا پسند نہ کیا اس لئے آپ نے اس کا ذکر اپنے چچا سے کیا انہوں نے اس رشتہ کو بہت پسند کیا اور نسبت طے ہو گئی۔ تاریخ معین میں ابوطالب، حضرت حمزہ اور بعض دیگر اکابر خاندان حضرت خدیجہ کے مکان پر جمع ہوئے۔

لے ابن سعد میں ہے کہ پلہ اوقیم یعنی چار سو اسی درہم مہر مقرر ہوا۔ لیکن مسلم میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضرت کی تمام بیویوں کا مہر دہشتہ حضرت اُمّ سبیہ کے بارہ اوقیمہ اور ایک نفش یعنی پانچ سو درہم تھا ۱۱۷۱ھ سے قبلت ابن سعد درستانی علی المومنین سے محمد کو کم میں سب سے پہلے کون صلہ پایا اس بارے میں مختلف روایات ہیں سب میں تطبیق یہ ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ آزاد مردوں میں سب سے پہلے ابوجہش غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید اور انکوں میں سب سے پہلے حضرت علی مرتضیٰ ایمان لائے۔ ۱۷۔

## حضرت خدیجہؓ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی محبت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں میں سب سے زیادہ محبت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھی جب تک وہ زندہ رہیں آپ نے دوسری شادی نہیں کی اور جب ان کی وفات کے بعد دوسری بیویاں نکاح میں آئیں اُس وقت بھی حضرت خدیجہ کی محبت میں کمی نہ ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اگرچہ میں نے حضرت خدیجہ کو نہیں دیکھا تھا لیکن مجھ کو سب سے زیادہ رشک اپنی پر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کا تذکرہ بہت کرتے تھے آخر ایک روز میں نے کہا یا رسول اللہ آپ تو اُن کا ایسا ذکر کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے ان کے علاوہ دنیا میں کوئی عورت ہی نہیں ہے آپ نے بیکار فرمایا۔ بیشک وہ ایسی ہی تھیں۔ ایسی ہی تھیں اُنہ نے مجھ کو اُن سے اولاد بخشی ہے

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا یہ حال تھا کہ آپ کو وہ تمام چیزیں عزیز و محبوب تھیں جن سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کچھ بھی اُنس یا تعلق تھا۔ حضرت خدیجہ کی اُن اولادوں کے ساتھ نہایت محبت سے پیش آتے تھے جو اُن کے پہلے دشمنوں سے تھیں۔ اُن کی سہیلیوں، غنے و دلیلوں حتیٰ کہ ہم شکل دہم آواز لوگوں سے بھی نہایت محبت و خلوص کا برتاؤ کرتے تھے اور یہ برتاؤ ان کی زندگی ہی تک محدود نہ تھا بلکہ ان کی وفات کے بعد بھی اُسی طرح قائم تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ گھر میں جب بکری ذبح ہو جاتی تھی تو آپ اُس میں سے حضرت خدیجہ کی غنے و دلیلوں کے پاس ضرور بھیجتے تھے۔ ایک روز میں نے ذرا ناگوارمی سے کہا کہ یا رسول اللہ خدیجہ کی غنے و دلیلوں کے پاس آپ نے فرمایا۔ ہاں میسر سے دل میں اُن

اہمیت پر ہی عشق الہی کی شراب سے سرشار ہونے کے بعد کب خاموش ہو سکتی تھیں انہوں نے جس جام سے کوہِ مردن تک پہنچانے کی جدوجہد شروع کر دی اور جو لوگ اس شرابِ توحید سے مست ہو کر حلقہِ کوششِ اسلام ہو گئے تھے ان کی حفاظت میں جان و مال قربان کرنے پر آمادہ ہو گئیں اب دن رات ان کو اس کی فکر تھی کہ عا کا دین پھیلے اور اُن کا کلمہ بلند ہو۔ چاہے جان رہے یا جائے اِس دُشمن میں انہوں نے اپنا تمام مال و متاع لٹا دیا اور اپنی عزیز سے عزیز چیز قربان کر دی۔ خود سخت سے سخت تعظیم اُتھائیں، صحبتیں جمائیں، ازیتیں برداشت کیں۔ لیکن مسلمانوں کی راحت و سانی اور آرام دہی کا ہر وقت خیال رکھا اُن کو ظالموں کے پیچھے غدا سے بچرانے میں اپنی دولت پانی کی طرح بہا دی دوسری طرف جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین تک سبائی اور روحانی اذیتیں پہنچاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخیاں کر کے اُس کے دین کے ساتھ استہزاء کرتے تھے جس سے آپ ٹول و غمزدہ ہو جاتے تھے تو حضرت خدیجہ ہی اپنی سکن پرورد اور اطمینان بخش باتوں سے آپ کو دلجوئی فرماتی تھیں اور ایسی تسکین آمیز باتیں کرتی تھیں کہ آپ کا سرن و طلال دُور ہو جاتا تھا۔ غرض کہ اسلام کے اِس نازک دور میں جو مشکلات کے لحاظ سے سخت ترین دور تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جانی و مالی قربانیاں اسلام و مسلمانوں کے لئے کھائی گئیں بن کر ۷۰ ظاہر ہوئیں اور رسالت کے کام کو آگے بڑھایا۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی مہیند کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اُسی طرح بیان کیا۔ وہ اس وقت ایمل لائیں جب لوگوں نے انکار کیا اور اُس وقت میری تصدیق کی جب سب نے جھٹلایا، اُس وقت مجھ کو مال دیا جب سب نے محروم کر دیا تھا

کی محبت ہے اسی طرح جب کبھی کوئی دہی یا پیز آتی تھی تو آپ فرماتے تھے کہ فلاں فلاں محدثوں کے پاس لے جاؤ وہ خریدیجئے کی دوست تھیں۔

جب غزوہ بدر میں حضرت ابوالحاحی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے شوہر تھے اور ابھی تک اسلام نہ لائے تھے گرفتار ہو کر آئے تو عام اسیرانِ بدر کی طرح ان کی ہڈی کے لئے بھی مذید مقرر ہوا۔ حضرت زینبؓ کو معلوم ہوا کہ انہوں نے مذید کی رقم میں وہ ہار بھیجا ہوا ان کو حضرت صدیقؓ نے جہیز میں دیا تھا۔ جب وہ ہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو حضرت صدیقؓ کی اس یادگار کو دیکھ کر آپ کا دل بھرا، آپ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ اگر تمہاری اجازت ہو تو میں یہ ہار واپس کر دوں۔ سب نے خوشی اجازت دی اور وہ واپس کر دیا گیا۔

حضرت صدیقؓ کی ایک بہن حضرت ہالہ تھیں۔ ان کی آواز حضرت صدیقؓ کی آواز سے بہت مشابہ تھی۔ حضرت صدیقؓ کی وفات کے بعد جب آپ نے ان کی آواز سنی تو آپ کے دل میں اپنی عزیز بیوی کی یاد کی ہر دوڑ گئی پھر آپ نے فرمایا کہ ہالہ ہوئی۔ ایک روز حضرت صدیقؓ کے پھلے شوہر ابوالہ کے صاحبزے ہالہ (جو حضرت صدیقؓ ہی کے بھن سے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دہر کا وقت تھا اور آپ آرام فرما رہے تھے ان کی آہٹ سے اٹھ کھڑے آپ نے فرط محبت سے ان کو سینہ سے لگا لیا اور فرمایا ہالہ ہیں ہالہ ہیں ہالہ ہیں۔

حضرت عذیکہ آپ کو حضرت صدیقؓ سے اس درجہ محبت تھی کہ آپ ان تمام چیزوں سے بچتے کرتے تھے جن سے حضرت صدیقؓ کو کچھ بھی لگاؤ تھا۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

حضرت صدیقؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تھی اس کی مثال مثال ہے

انہوں نے آپ کی محبت میں اپنی زندگی کا سارا عیش و آرام قربان کر دیا اور آرام و راحت میں نہیں تکلیف و مصیبت میں آپ کی ایسی دلدادہ رہیں جس کی نظیر نہیں ملتی۔ وہ ایک دولت مند اور مالدار گھرانے کی لڑکی تھیں۔ عمر کے چالیس سال نہایت عیش و عشرت سے گزرے تھے تکلیف و مصیبت کا کبھی منہ نہ دیکھا تھا لیکن جس بوریہ نضیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گریباہ کر آئی تھیں اس کے گھر میں سامانِ عشرت اور اسبابِ قیوش تو درکنار معمولی زندگی بسر کرنے کا بھی پورا سامان نہ تھا۔ اس کو آرام طبیعت قیوش پسندی سے نظراً نفرت تھی اور بخت کے بعد تو معمولی ضروریات زندگی کی طرف توجہ کرنا بھی بارِ خاطر تھا ایسے شوہر کے ساتھ انتہائی اخلاص و عقیدہ مندی کے ساتھ پیش آنا کمالِ محبت کی دلیل ہے۔

حضرت صدیقؓ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ اگر کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر آثارِ ملال دیکھی تھیں تو فرطِ غم سے بھیجن ہو جاتی تھیں اور ان کو اس وقت تک نہیں نہ آتا تھا جب تک آپ کو مسرور و شادان نہ دیکھ لیتی تھیں۔ آپ کی راحتِ سانی اور اہم دہی میں ہمیشہ کوشاں رہتی تھیں اور آپ کی خوشنودی مددِ صمدی کا ہر وقت خیال رکھتی تھیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی بار وحی نازل ہوئی اور اس کے اثر سے آپ پر لرزہ بخار کی سی کیفیت طاری ہوئی۔ اور آپ نے گھبراہٹ میں حضرت صدیقؓ سے اپنی تکلیف بیان کی تو حضرت صدیقؓ کا دل بے نشان ہو گیا لیکن انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دہی اور لکین خاطر کی۔

فکر میں اپنی پریشانی ظاہر نہ ہونے دی اور آپ کے وہ اوصاف میان کئے جن کی بنا پر ان کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نقصان نہ پہنچائے گا (بخاری) اسے

جب آپ کفار مکہ کی شرارتوں سے پریشان ہو کر گھر تشریف لاتے تھے تو حضرت خدیجہ پر آپ کی پریشانی کا بڑا اثر ہوتا تھا اس وقت ان کا سب سے محبوب مشغلہ یہ تھا کہ وہ اپنی دنوازا باتوں سے آپ کی پریشانی دور کریں۔ اور جب تک آپ کے دل سے غم نہ مٹا لے دوں نہ جو مجھے خاموش نہ بیٹھیں۔

امورِ رخسانہ دارمی میں سلیقہ:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خانگی انتظام اور امورِ خانہ داری کے انجام دینے کا خاص سلیقہ عطا فرمایا تھا وہ بچوں کی پرورش اور گھر کا انتظام نہایت خوبی سے کرتی تھیں۔ چنانچہ ان کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس صفت کو اس طرح بیان فرمایا۔

كانت أم الحيال ورجة البيت۔

وہ بچوں کی ماں اور گھر کی منظمہ تھیں۔

وفات:۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شہار اور عقیدت کیش بیوی حضرت خدیجہؓ نے دسویں رمضان سنہ ۱۱ھ میں بعمر ۴۵ سال وفات پائی۔ اور آپ کی صحبت سے ۲۵ سال تک فیض یاب ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوئیں، مقامِ حج میں دفن کی گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر میں اُٹالہ اس وقت تک نمازِ جنازہ مشروع نہ ہوئی تھی۔ اس لئے اسی طرح دفن کی گئیں

اذا مله واذا الیه راجعون ط

حضرت خدیجہؓ کی وفات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اثر۔

حضرت خدیجہؓ جیسی مولیٰ اور غمخوار بیوی کے اُٹھ جانے سے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا صدمہ ہوا اس سے آپ رنجیدہ رہتے تھے۔ دسویں سال آپ کو طاعون کا بھی انتقال ہو گیا آپ نے اسی رنج و صدمہ کی وجہ سے اس سال کا نام عام الحزن (سالِ غم) رکھ دیا تھا۔

حضرت خدیجہؓ کی اولاد:۔ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے دو لڑکے ہلہ اور ہند ان کے پہلے شہر ابوہریرہؓ میں سے اور ایک ہند ان کے دوسرے شہر عقیق بن عبد سے ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلالہ نکاح میں آئیں تو ان کے بطن سے دو لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں صاحبزادوں کے نام

فاطمہ اور عبد اللہ ہیں انہی کا نام کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے یہ دو لڑکی صاحبزادہ سے حضرت خدیجہؓ کے سامنے بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں حضرت زینبؓ

حضرت رقیہؓ۔ حضرت کلثومؓ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ان میں سب سے بڑی حضرت زینبؓ تھیں اور سب سے چھوٹی حضرت فاطمہؓ۔ حضرت فاطمہ کے سوا بقیہ تینوں صاحبزادیوں کا نکاح

حضرت خدیجہؓ کی حیات ہی میں ہو چکا تھا۔ حضرت زینبؓ کا نکاح ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاصؓ کے ساتھ ہوا۔ اور

حضرت رقیہؓ و حضرت کلثومؓ کے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں حضرت فاطمہؓ جو آپ کی سب سے چھوٹی اور سب سے چھٹی صاحبزادی تھیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

## اعزہ و اقارب

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دو بہنیں تھیں ایک کا نام ہلہ اور

دوسری کا نام رقیہ تھا۔ حضرت ہلہ ہی کے صاحبزادے

حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت

سے یعنی خدرائے انخودا دہمی دی تھی اور بچوں کی پرورش کا طریقہ بھی عطا کیا تھا ۱۲۔ طہات ابن سعد ۱۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ کی تعداد میں بہت اختلاف ہے۔ ہم نے قول راجح اختیار کیا ہے ۱۳۔

۱۴۔ حضرت رقیہؓ اور حضرت کلثومؓ کا پہلا نکاح ابوبکرؓ کے بیٹے عتبہؓ کے بیٹے ہوا تھا لیکن وصی سے پہلے طلاق ہو گئی پھر حضرت رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہوا جب انکا ریلہ بھری میں انتقال ہو گیا۔ تو حضرت کلثومؓ ان کے نکاح میں آئیں۔

## بقیہ مدینۃ النبی ص ۲۴

پورے تیرہ سو سال سے اس شہر کی فضاؤں کو دنیا بھر کے لوگ  
مگر جس غیر العقول عبت و شینگی سے بریز کر دیتے ہیں یہ اسی  
کا اثر ہے کہ اس شہر میں صورت و شکل اور عادات و حرکات  
کے تمام اختلافات بالکل مٹ جاتے ہیں اور تمام آنے والے  
زائرین ایک واحد کنبہ کی سی مشابہت اور یک رنگی اختیار  
کر لیتے ہیں اور ان کا ساری حیات بالکل ہم آہنگی کے ساتھ  
نرم مزہ نشان ہو جاتا ہے۔

دوسروں کے ساتھ کامل ہم آہنگی اور روحانی ہم رنگی  
کا یہ بے حد مسرت انگیز احساس مدینے کا ہر مسافر یہاں  
ہر آن اور ہر وقت محسوس کرتا ہے اگرچہ مدینہ کی موجودہ زندگی  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلانے اور سکھانے ہوئے  
طرزِ زیست سے ایک بالکل رسمی سی اور بہت بعید سی  
مشابہت رکھتی ہے اور اگرچہ دنیا کے دوسرے حصوں کی  
ماند یہاں بھی اسلام کی روح اور اس اُداس نظر آتی ہے  
تاہم ان حقائق کے باوجود آج بھی یہیں مدینہ کے شہر میں  
اس کے عظیم اور شاندار ماضی کا ایک ناقابلِ بیان جذباتی  
رشتہ زندہ و استوار رہتا ہے دنیا کی ساری تاریخ گواہ ہے  
کہ یہاں کوئی بھی شہر محض ایک عداوت و اُحد کی خاطر لوگوں کی  
ایسی بے پناہ عقیدت و محبت کا کبھی مزاج نہیں بنا۔ جیسی محبت  
کہ دنیا کے مسلمان مدینہ سے کھینچتے ہیں امد پھر آج تک دنیا میں  
کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جس کی ذاتی محبت اس کی  
موت کے تیرہ سو سال بعد تک بھی دنیا کی ایک عظیم ترین  
آبادی کے محبوب میں عین دوزخ و آگ کی مانند رگ و ریشہ  
ہیں کہ یہ دوست ہو، ماسوا اس محبوب کو نین کے بعد آج شہر  
مدینہ کے ایک گوشہ میں اپنے عظیم و عمدہ کے سبز گنبد  
تھے جو خواب میں۔ (بکریہ المبر)

زیست کا نواح ہوا اقلد عوم جن کے ردا کے حضرت زبیر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور  
عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ان کے حقیقی بھائی تھے اے  
فضائل و مناقب :- حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
کے دینی کارنامے، اشاعتِ اسلام میں مخلصانہ جدوجہد  
ان کی زابد و زندگی بے مثل تقویٰ و پرہیزگاری ان کی  
فضیلت کے لئے کافی ہے لیکن اللہ اور اس کے رسول نے ان  
کے اعمال کی مقبولیت کو بیان کر کے ان کی فضیلت و مرتبہ  
کی اور بھی تصریح کر دی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”دنیا میں سب سے بہتر عورت مریم بنت  
عمران تھیں۔ اور اس اُمت میں سب سے  
بہتر عورت خدیجہ بنت خویلد ہیں۔“

ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ  
والسلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا  
کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ بنت  
سالم کا برتن لے کر آ رہی ہیں جب وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ  
ان کو ان کے پروردگار کی طرف سے سلام پہنچا دیں  
اور مبرا بھی سلام عرض کر دیں۔ اور آپ ان کو جنت  
میں جواہرات کے ایک ایسے محل کی خوشخبری سنا دیں  
جس میں ریخ و غم اور شور و غل نہ ہوگا۔

۱۔ طبقات جلد ۸ ذکر بنات النبی۔

۲۔ طبقات ابن سعد جلد ۸ ذکر حضرت صفیہ

۳۔ بخاری و مسلم۔



# مدینہ النبی ﷺ نورہ اللہ تعالیٰ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

پڑ چکے تھے ان مکانوں میں کچھ مکانات عین فیصل شہر میں بنے ہوئے ہیں اور اسی کا ایک حصہ معلوم ہوتا ہے۔  
مکانوں سے پرے کچھ فاصلہ پر میری آنکھیں مسجد نبوی کے بائیں مینار دیکھ رہی ہیں بلند اور رعنا جیسے کسی مدھر گیت کی ادنیٰ تان ہے۔ اور اس کے بعد وہ عظیم سبز گنبد جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھے سے پاکیزہ مکان کو ڈھانپ رکھا ہے جو زندگی بھر آپ کا مکان رہا اور موت کے بعد آپ کا مرقد بنا۔ پھر اس سے بھی آگے جا کر میری نگاہیں شہر کے اس پار اُرد کی عریاں و سنگلاخ پہاڑیوں کے سرخ اور محوئے سلسلے پر پڑتی ہیں جس کے آگے شہر کے بے شمار مکانات کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی کے دو دھیا ئی منارے اور طویل قامت کجھوروں کے شاہانہ تاج بے حد دل کش منظر کر رہے تھے۔

اور آخود پہر کے سورج کی چمکیلی دھوپ سے نکھرا ہوا آسمان منتشر بادلوں کے عقب میں ایک دھلے ہوئے آئینے کی مانند نگاہوں کے سامنے لگا نظر آتا ہے اور تند و تیز ہواؤں کے چمکڑاں نرم و ظالم بادلوں سے کھیل رہے ہیں جو عرب میں بالعموم ایک دھوکہ بن کر نمودار ہوتے ہیں یہاں جب مطلع ابھرتا ہو تو کوئی شخص ذوق کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا کہ آج بارش ہوگی۔ اکثر یہاں گھاٹیں خوب جھگھر کر آتی ہیں جن کے تن و توشن کو دیکھ کر انسان بارش

یہ عصر کا وقت ہے اور میں اپنے ایک دوست کے ہمراہ اس کے کجھوروں کے باغ میں بیٹھا ہوں جو عین مدینہ کے جنوبی دروازے کے باہر واقع ہے۔ کجھوروں کے پیڑوں کے ایک وسیع انجم نے بس منظر پر ایک سبزی مائل مہجوری شفق کی چادر تان رکھی ہے جس کا سلسلہ کہیں ختم ہوتا نظر نہیں آتا۔ درخت اچھی چھوٹے اور اکل عمر کے ہیں ملاد چھپے پہر کے سورج کی سیمیں روشنی ان کے تنوں اور ان کے طویل پتوں کی نوک دار عمرانوں پر رقص کر رہی ہے پیڑوں کا سبز لباس کسی قدر گرد آلود دکھائی دیتا ہے کیونکہ آج کل آندھیوں کا موسم ہے اور تقریباً روز ہی انہیں ریت کے بحرے ہوئے جھکڑوں سے سابقہ پڑتا ہے البتہ پیڑوں کے نیچے شاداب و دینیز گھاس کا سحر سردین قالین بچھا ہے اس کی سبزی بالکل بے داغ اور چمک دار ہے۔

مجھ سے چند ہی قدم کے فاصلہ پر شہر کی قدیم اور مہجوری دیواریں ایسا دکھائی دیتی ہیں جو پتھروں اور گارے کی اینٹوں سے بنی ہوئی ہیں اور جن میں جا بجا برج اور منیلے باہر کی سمت بڑھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ دیواروں کی اوٹ میں اندرون شہر میں واقع ایک باغ نے کجھوروں کے چند شاہدار پتھر جھانک رہے ہیں اور ان کے ساتھ ہی چند مکان بھی نظر آتے ہیں جن کے بالائی شہ نشینوں کے قریب کھلنے والے درجوں کے پٹ وقت کی یورشوں سے مہجورے

دمضطرب زندگی کے زمزمے دھڑک رہے ہیں۔

خوابچے والے اپنے مال کی مدحت کے گیت بڑے پرشوق انداز میں گارہے ہیں۔ دو کالوں میں بیٹے ہوئے مردوں کے خوشنما رد مال اور دستارِ ریشمی شال اور کشمیری اوٹن کے بنے ہوئے منتقل لباس ہر ہر گھر کی توجہ اپنی سمت جذب کر لیتے ہیں۔ زرگر اور سیم گر چھوٹی چھوٹی الماریوں کے عقب میں اکڑوں بیٹھے اپنے کام میں مشغول ہیں اور ان کی الماریوں کی بلوریں دنیا میں بدویوں کے مخصوص پسندیدہ زیورات مثلاً چاندی کی چوڑیاں، چاندی کی سجا بھینس، چاندی کے ہار اور کالوں کے بندے اپنے عمدہ سجادوں کے ساتھ گزرنے والوں کو دعوتِ نظر فرمے رہے ہیں۔ خوش بربائیں نیچے دالے اپنے خوابوں پر غما سے لبریز بڑے بڑے ظروف، سرموں سے بھری ہوئی نئی نئی منیٰ سرخ تھیلیاں مختلف روغنوں اور عطریات سے لبریز رنگارنگ بلوریں شیشیاں اور خوشبودار مصالحو جات کے ڈھیر رکھے ادھر سے ادھر آ جا رہے ہیں کچھ نجدی تاجر جو ملک کے مشرقی حصہ سے آئے ہیں بدویوں کے مخصوص لباس کی مختلف اشیاء اور اونٹوں کے کبادے اور کبادوں کے ساتھ آویزاں کئے جانے والے سرخ اور نیلے رنگ کے بے بے سجادہ دار تھیلے فروخت کر رہے ہیں

ایک پیشہ درنیلام کٹندہ اپنے کندھوں پر ایک ایرانی قالین اور اونٹ کے بالوں سے بنی ہوئی ایک عبا ڈالے اور بغل میں تیل کا ایک سجادہ ڈالے پورے زور کے ساتھ چلاتا بازار کے فرج میں سے تیزی کے ساتھ بھاگتا ہوا گزر رہا ہے۔ بازار کی دونوں سمتوں میں لوگوں کا ایک عظیم سیلاب رواں دھلی نظر آتا ہے ان میں مدینہ کے اصلی باشندے بھی ہیں اور ملک کی باقی جگہوں سے آئے ہوئے لوگ بھی۔ پھر چوتھی جگہ کی مہابک تقریب حل ہی میں ختم ہوئی ہے لہذا بازار میں دوسرے ممالک کے

تو کیا طوفان تک کی آمد کی توقع قائم کر لیتا ہے لیکن پھر دیکھتے ہی دیکھتے سبز صحرا سے تند و تیز ہواؤں کے بگولے پلکتے ہوئے آتے ہیں اور بادلوں کی بڑی سے بڑی فوج کو تتر بتر کر دیتے ہیں تب ہلکے نیلے رنگ کا آسمان اپنے بے داغ مہل کے ساتھ بڑی بے رحمی سے آنکھیں دکھانے لگتا ہے اور بارش کی اُمید سے شاداں و فرحاں لوگوں کے منہ لٹک جاتے ہیں اور وہ ایک عجیب اداسی کے عالم میں یہ بڑبڑا کر رہ جاتے ہیں کہ واقعی ہر چیز کی توفیق اور قدرت صرف اللہ ہی کو حاصل ہے۔

میں اپنے دوست کو اوداع کہہ کر شہر کے بیرونی دروازے کی سمت چل دیتا ہوں۔ ایک شخص میرے قریب سے ایک گدھے پر سوار گزرتا ہے وہ اپنے آگے دو اور گدھوں پر سبز چارہ لادے منگائے لئے جا رہا ہے مجھے دیکھ کر وہ اپنی بھڑی اٹھاتا ہے اور کہتا ہے بد اللہ کی سلامتی ہو تم پر۔ ”جو بابا“ میں بھی اُسے یہی دعا دیتا ہوں۔ اس کے بعد میری منہ بھیڑ ایک نوجوان بد عورت سے ہوتی ہے اُس نے سیاہ رنگ کا ایک طویل چٹہ پہن رکھا ہے۔ جو اس کے پیچھے گھمٹا ہوا آرا ہے اور اس کے چہرے کا زریں حصہ ایک نقاب سے ڈھکا ہوا ہے۔

میں شہر میں داخل ہو کر ”المنافاة“ کے وسیع و عریض چوک کو پار کرتا ہوں اور پھر بابِ مصر میں سے گزر کر شہر کی اندرونی فیصل تک آتا ہوں۔ بابِ مصر کی عظیم محراب تلے روپے کے تاجروں بیٹھے سونے اور چاندی کے کٹے کٹھنکھنا رہے ہیں۔ یہاں سے آگے بڑھ کر میں شہر کے صدر بازار میں داخل ہوتا ہوں۔ یہ بازار مشکل پارہ فٹ چوڑا ہو گا۔ اس کے دونوں طرف بارہن اور گنجان دو کلمات کی آبادی ہے اور ان کے بیچوں بیچ ایک مختصر گر مشاق

ہیں یا باہر سے آنے والے چند روزہ مسافر۔  
مدینہ کے بازاروں میں داخل ہونے کے بعد ایک گشت  
ایک ایسی سوسائٹی میں بدل جاتے ہیں جس کے انفرادی جذبات  
واحساسات میں ایک زبردست ہم آہنگی پائی جاتی ہے ان  
مہم لوگوں کا مزاج اُن کا عام رویہ اتنے کہ ان کے چہروں پر  
جذبات کے اُبھرتے مٹتے نقوش دیکھنے والی آنکھ کو حیرت انگیز  
حد تک یکساں دیک رنگ نظر آتے ہیں کیونکہ یہ سب کے سب  
خدا کے اُس آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیر محبت کا شعلہ ہیں  
جس کا یہ بھی شہر تھا اور جس کے یہ سب آج مہلات ہیں۔

پورے تیرہ سو سال گزر جانے کے باوجود اس دنیا کے  
کوڑھادلوں کے محبوب نبی کی روحانی ہستی آج بھی اس شہر  
میں اسی طرح زندہ و پائندہ ہے جس طرح سے کہ اسی کی  
دنیاوی زندگی میں ہوا کرتی تھی۔ یہ محض اسی کی محبت کا صدمہ  
ہے کہ بے شمار منتشر قریوں کا وہ محبوب ہے جسے کسی شرب  
کہا جاتا تھا۔ ایک شہر بنا اور پھر ابدال آبادی کے لئے دنیا بھر  
کے مسلمانوں کے نزدیک بے پناہ عقیدت و محبت کا ایک  
مرجع قرار پایا کہ آج تک چشمِ فلک نے اس کی مثال نہیں دیکھی  
ورژن حالیکہ اس شہر کے نام کو اس محبوب کائنات کے ذاتی  
نام سے بھی کوئی نسبت اب تک نہیں دی گئی اور مسلمانوں کے ہاں  
اسے زیادہ سے زیادہ مدینہ النبی ہی کہا جاتا ہے

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

لک بھی کافی تعداد میں نظر آتے ہیں۔ ان تمام ممالک کے لوگ  
جو حریفانہ سینگال اور ترکستان کے کوغیر کے میدانوں میں  
واقع ہیں ایٹ انڈیز اور زنجبار کے لوگ۔ لیکن گزرتے  
والوں کے ایک عظیم اثر و دم اور بازار کا راستہ خاصا تنگ  
ہونے کے باوجود حیرت ہے کہ تمام لوگ ”پہلے میں“ کے جڑوں  
سے سراسر مبرا نظر آتے ہیں۔ یہاں نہ تو کوئی کسی کو دھکا دیتا  
نظر آتا ہے اور نہ ہی ایک شخص دوسرے کو کہنی مار کر گگے  
مک جمانے کی کوشش کرتا ہے اور اس کی وجہ شاید یہ ہے  
کہ مدینہ کی مقدس فضاؤں میں طائرِ دقت کے لئے لغات  
کی آواز نہ مسموع ہے۔

پھر یہ بات اور بھی زیادہ عجیب ہے کہ مدینہ کے بازاروں  
میں چلتے پھرنے والے لوگوں کے مابین ان کے عظیم نسلی لسانی  
اور لکی اختلافات کے باوجود کسی اجماعیت آمیز اختلاف کا مشاہدہ  
مک نظر نہیں آتا۔

اپنی صوری ظاہری اختلافات کی حقیقت صرف اس  
شخص پر ہی چلتی ہے جو خاص یہی اختلافات معلوم کرنے کی  
غرض سے ان کا بنظرِ عام مطالعہ کرے بصورتِ دیگر ایک عام  
مشاہدہ ان اختلافات کی موجودگی کا کوئی احساس از خود نہیں  
کریاتا۔ اس کی بجائے دیکھنے والے کو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے  
یہ لوگ جو سانس پہل پھر رہے ہیں خواہ وہ یہاں کے اصلی باشندے

## اقوالِ نبی

- فضیل بن عباس فرماتے ہیں۔ جو صاحبِ بدعت سے ہم نشین ہو۔ حکمت سے محروم ہو جاتا ہے۔
- ذوالنون مصری کا قول ہے جب اللہ کی علامت حبیب اللہ و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اخلاق۔ اعمال ادا کرے
- اور سن میں ہو۔ ● ابو بکر ثمالی نے فرمایا اہل محبت کے بغیر کامل اوصاف کوئی نہیں ہوتا۔ اور محبت و تبلیغ سنت و ترک بدعت سے حاصل ہوتی ہے۔

۷۸۶

## یارِ غارؐ

اَنْ الْحَاجِّ مَوْلَانَا سَيِّدِ مُحَمَّدٍ بِادْنَا حَسْبِنِي حَقًّا قَادِرِي

علیہ

البتحاذ کے بیٹے رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیسن کو سیدھے ان کے دروازے پر پہنچے جواب تک ان کے ہوسمت تھے لیکن اب خدا نے انہیں ان کا آقا اور سردار بنا دیا تھا۔ دیکھنے والے نے کسی کو بے تحاشا اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر کہا کہ ”اے ابو بکرؓ میں تمہیں اکہد اور اُس کے رسولؐ کی طرف بلاتا ہوں“ جواب میں عرض کرنے والے نے عرض کیا۔

اشهد انك لرسول الله بعثك بالحق

سرس اجا منیہ۔ د میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں حق کے سب تھا اُس نے آپ کو روشن چراغ (آفتاب) بنا کر بھیجا ہے

خوابِ صدیقیؑ | اچھے درخت نے تبلیغ کی تھی۔ خواب میں اسی نیک دل مرد نے دیکھا آسمان

سے ایک عظیم الشان نور نچے آ رہا ہے تا آنکہ کعبہ کی چھت پر ٹھہر گیا۔ پھر اس طرح چمکا کہ کما کوئی ٹھہرایا باقی نہ رہا جس میں اس نور کی روشنی نہ پہنچی ہو۔ پھر اُس نے دیکھا کہ وہ سائے انوار جو شہر کے مختلف مکاؤں میں پھیلے ہوئے تھے۔ وہ یکایک سمٹے اور سمٹ کر اس کے گھر میں بند ہو گئے چنانچہ صدیقی اکبرؓ ارشاد فرماتے ہیں۔

”میں نے صبح کو اس خواب کا تذکرہ ایک راہب درویش سے کیا۔ راہب نے کہا ”خواب پر لیٹان ہے“ لیکن اپنے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو درخت سے اگر کسی نے ”اَحْيِ اَيُّهَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَا“ کی خبر دی تھی تو بتاؤ اُس درخت سے کون بول رہا تھا اور وہ کون تھا جس نے قریش کے ایک نیک دل انسان کو مخاطب کر کے پکارا ”ایک پیغمبر آ رہا ہے۔ اے آدم زاد! تجھے چاہئے کہ سعادت حاصل کرنے میں پیش قدمی کر کے۔ وہ جو درخت کے چنچے بیٹھا ہوا تھا اور جس کے سر پر ایک ڈالی جھک کر یہ کہہ رہی تھی، دریافت کیا۔“ تم کیا کہہ رہے ہو صاف لفظوں میں کہو اُس پیغمبر کا کیا نام ہے۔“ درخت نے جواب دیا: ”اے انسان اُس کا نام محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہے۔“ اچھل پڑا بے اختیار درخت کے چنچے بیٹھے والا اور جوش و سرستی میں کہنے لگا: ”وہ وہ تو میرے حبیب۔ میرے ایف۔ میرے دوست ہیں اے درخت سن لے! میں تیرے پاس اکثر آتا جا تا ہوں تو کجا جس وقت وہ رسولؐ بن کر دنیا کی طرف بھیجے جائیں۔ دیکھ مجھے فوراً خبر دینا۔“ سزاوارہ وقت آگیا اور یہ شخص اُس درخت کے نیچے پہنچا۔ آواز آئی۔ اے البتحاذ کے بیٹے ہو شیار ہو جا! اور سنبھل جا! اس پیغمبر پر وحی نازل ہوئی شروع ہو گئی ہے مجھے موسیٰ کے رب کی قسم کہ اسلام لانے میں تجھ پر کوئی سبقت حاصل نہیں کر سکتا“

ع از شہادۃ الخلفاء۔ از شاہ دل اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

کہ ابو بکر کا ہم عقیدت اسی لئے تھا کہ آپ کا نسب ہر قسم کی آلائشوں سے پاک اور منترہ تھا اور یہ عرب کے سب سے بڑے عالم نسب مصعب بن زمیر کا بیان ہے حافظ ابو عمر بن عبد البر استیعاب میں ناقل ہیں۔

وَأَنَّمَا سَمِعِي أَبُو بَكْرٍ عَتِيقًا لَّأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي لَنَةٍ شَيْئًا۔

اور ابو بکر کا نام عتیق اس لئے رکھا گیا کہ ان کے نسب میں کوئی خرابی نہ تھی۔ پھر کیا اپنی قوم میں اقتدار اور قوت کے اعتبار سے آپ کچھ بیٹے تھے۔ مشہور مورخ زمیر بن بکار کا بیان ہے۔

أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحَدُ عَشَرَ مَنْ قَسَمَ لِيَنَّ الْقَبْلَ بِهَمِّ شَرَفِ الْجَاهِلِيَّةِ بَشَرًا فِی الْإِسْلَامِ وَكَانَ الْيَسَارَ أَمَّا الدِّيَاتُ وَالْعَنَامُ۔

ابو بکر کا شمار ان دس آدمیوں میں ہے۔ جن کی اسلامی شرافت اُس شرافت سے مل جاتی ہے جو جاہلیت میں انہیں حاصل تھی۔ خون بہا اور تادواؤں کے مقدمت کا فیصلہ ان کے سپرد تھا۔ اور جو اپنے نسب میں اتنا عالی ہو جس نے اپنی ساری زندگی میں شریکیوں کے اندر رہ کر کبھی شراب نہ پی ہو۔ جو بت پرستوں کے خاندان میں پیدا ہو کر کبھی کسی بت کے آگے نہ جھکا ہو۔ جس کے دل نے آزاد خیال عرب کی جہالت کے اندر رہ کر بھی اک لمحہ کے لئے اپنے کو خدا کے یقین سے غالی نہ پایا ہو اور اسلام سے پہلے بھی جس کا سینہ خدا کے یقین سے غالی نہ رہا ہو۔ جس نے غیر اللہ کے آگے کبھی ماتھا نہ ٹیکا۔ جس نے عمر بھر کبھی شراب نہ پی۔ جس کی ساری زندگی کا مشغلہ صلہ رحمی۔ غریبوں کی مدد و کمزوروں کی دستگیری تھا اور جو مہاؤں کی ہمان نوازی

ایک تجارتی سفر میں اتفاقاً میرا گذر اس مقام پر ہوا جس کا نام دیر بھیرا تھا۔ اس میں بھیرا نامی ایک عیسائی درویش رہتا تھا میں نے اپنے خواب کو اُس کے سامنے بھی بیان کیا۔ بھیرا نے پوچھا مدتم کون آدمی ہو؟ میں نے کہا کہ میں قریش قبیلہ کا ایک آدمی ہوں؟ تب بھیرا نے جواب دیا کہ تمہارے قبیلہ میں ایک پیغمبر پیدا ہونے والا ہے تم ان کی زندگی میں اُس پیغمبر کے وزیر رہو گے اور ان کے بعد ان کے نائب اور خلیفہ قرار پاؤ گے۔

مگر تجارت سے واپس ہونے کے بعد جب کہ پہنچا تو پہ کی رسالت کی خبر ملی۔

دیر دلت پر حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی۔ میں نے عرض کیا کہ ہر دعوے کی کوئی دلیل ہوتی ہے آپ کی دلیل کیا ہے۔ فرمایا کہ بھیرا نے تم سے کہا کہ تمہارا سننے ہی میں نے ماتھ بڑھایا اور

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جن کی پر اسلام پیش کیا ابتداء میں سب کو کچھ نہ کچھ تردد ہوا۔ لیکن ابو بکر نے دعوت سننے ہی اس کی تصدیق کی اور صدیق کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

انکار و تردد۔ شک و شبہ کی تمام اُنگار و گدگدوں سے پاک یقین ابو بکر کے دل میں کیوں اُتر گیا؟ کیا آپ اپنی قوم میں بے عزت تھے۔ اور اسلام کے ورید عزت حاصل کرنا چاہتے تھے؟ حالانکہ سب جانتے ہیں قریش میں عزت کا ایک بڑا سبب نسب کی صفائی تھی۔ پھر کیا توڑ نہیں کا اس پر اتفاق نہیں ہے



دوسرے مذاہب کے مبلغین اپنے اپنے مذہب کی طرف کھینچتے ہیں؟ مومنین کو توجہ دے دو۔ خود ابو بکرؓ کے سرور و آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے متعلق کیا یہ مشہور شہادت نہیں ادا کی ہے جو بخاری شریف میں ہے۔

## ارشاد نبویؐ {”ان من آمن الناس علی فی مالا وصحبته ابا بکر۔“}

مجھ پر اپنے مال اور اپنی رفاقت سے احسان کرنے والوں میں ابو بکرؓ سے زیادہ کوئی نہیں ہے“ اور ترجمہ میں تو اس سے بھی زیادہ پر زور لفظوں میں زبان نبوتؐ نے یہ اعلان فرمایا ہے مالا احد عندک فایدا الا قد کا فینا کا ما اخلا ابائک فان له عندک فایدا ایکا فیک اللہ بھالیوم القیمۃ ومال احد قطع ما نفعنی الامال ابی بکر۔

کسی نے مجھ پر احسان نہ کیا جس کا بدلہ میں نے نہ چکا دیا جو لیکن صرف ابو بکرؓ کے ان کے اسامات کا بدلہ تھی تعالیٰ ہی قیامت کے دن عطا کرے گا اور کسی کے مال نے اس قدر مجھے نفع نہیں پہنچایا جتنا ابو بکرؓ کے مال نے۔

آج کل جو مسلمان جوٹھے ہیں سمجھا جاتا ہے کہ لینے کے لئے مسلمان ہوئے ہیں اسی لئے عید حاضر میں تبلیغ کے لئے جو اٹھا اس نے اٹھنے سے پہلے چندہ کی فرست کھولی۔ لیکن جس زمانہ عید ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہوئے تھے۔ اس وقت عموماً لوگ لینے کیلئے نہیں بلکہ دینے کے لئے مسلمان ہوتے تھے یہی ابو بکرؓ ہیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اسلام لانے کے بعد انہوں نے پیسے لینے کے کٹھا دیا۔ تاہم مومنین کہتے ہیں کہ جس وقت وہ مسلمان ہوئے اس وقت ان کے پاس چالیس ہزار درہم نقد جمع تھے جو اس تمدن کے اعتبار سے ایک بڑی رقم تھی۔ لیکن کیا ابو بکرؓ نے مسلمان ہو کر اس چالیس ہزار میں مسلمانوں سے چندہ سے لیکر اضافہ کیا؟ کچھ نہیں لیا۔

تو می مصائب میں ہمیشہ پیش پیش رہا۔ اپنے علم و فہم کے اعتبار سے قریش میں ممتاز حیثیت کا مالک تھا۔ خصوصاً قریش کی ساری شرافت و برتری کی بنیاد اپنی عالیٰ نسب پر قائم تھی۔

پھر ان میں جو شخص نسب کا سب سے زیادہ ماہر سمجھا جاتا تھا وہی گویا ان کی قومی تاریخ کا سب سے بڑا عالم قرار پاتا تھا۔ علمی حلقوں میں اس کی بڑی عزت ہوتی تھی۔ پھر کیا تاریخ بتا سکتی ہے کہ قریشیوں میں حضرت ابو بکرؓ سے زیادہ علم النساب کا کوئی عالم تھا قریش کی معاشی زندگی کا دار و مدار تجارت پر تھا ان میں سب سے بڑا ذریعہ دہو شمشند ہی خیال کیا جاتا ہے جو تجارت میں اپنے کو کامیاب ثابت کر سکتا ہو۔ پھر کیا حضرت ابو بکرؓ اپنے اس قومی پیسہ میں کبھی پیچھے رہے تھے؟

اقرار ہندلی {عرب خطابت و شعر گوئی کی قوتوں کے بھی بڑے قدردان اور دلدادہ تھے مشہور شعر ”اودوب ہذبتی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تقریر سن کر کہا۔

لله حصة من رجل لا یطیل الکلام و یعلم فصل الخطاب و الله لقد تکلم بکلام لا یسمعہ سامع الا انقاد له و مال الیہ۔

خدا بجز اے خیر دے اس شخص کی عمدہ خطبہ دیا۔ کلام میں طوالت نہ تھی اور خطاب کے فصل اور چہرے کے مقامات کو خوب جانتا تھا۔ خدا کی قسم ابو بکرؓ نے ایسی گھٹو کی کہ جو بھی اسے سنے گا اس کے اگے جھک جائے گا اور اس کا فرمانبردار ہو جائے گا۔ الغرض اپنی قوم میں عزت و احترام کے حصول کے لئے بھی چیزوں کی ضرورت تھی قدرت تعالیٰ نے بڑی فیاضی کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ کو عطا کی تھیں۔ پھر اگر عزت نہیں جاہ نہیں تو کیا کچھ مالی اعتراض نے آپ کو اسلام کی طرف متوجہ کیا تھا؟ کیا ابو بکرؓ اسی طرح مسلمان ہوئے تھے جس طرح دنیوی زرد مال کا صلح بنا کر بعض

ہی کے لئے گیا تھا اُس نے اپنے فراموش کے ادا کرنے میں کب کمی کی۔

**ابن ابوقحافہ مخبون** حضرت انسؓ راوی ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر قریش کے کفار ایک دن ٹوٹ پڑے لیکن درمیان میں ابوبکرؓ بیچ رہے تھے۔

**اَتَقْتُلُونَ حَبْلًا اِنْ يَقُولُ سُبْحٰنَ اللّٰہِ۔**  
اے ایک شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب فقط اللہ ہے۔ بیچنے والے کی اس بیخ کو سن کر بعض قریشیوں نے پوچھا یہ کون ہے۔ محدث حاکم راوی ہیں۔ کسی نے جواب میں کہا۔

**هٰذَا ابْنُ ابِی قُحَافَةَ الْمَخْبُونِ۔**

(یہ ابوقحافہ کا مخبون لڑکا ہے)

اسی قسم کا واقعہ پھر ایک دفعہ پیش آیا۔ اب کے قریش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ابن ابی قحافہ مخبون پر برس پڑے اور کس طرح برسے؟

**وَطَعِيَ الْبُؤْبُكُ وَضُرِبَ ضَرْبًا شَدِيدًا۔**  
ابوبکرؓ کو کافروں نے روند دیا اور بڑی مار ماری، بلکہ عقبہ بن محیط نے قنات کی حد کر دی کہ پاؤں سے جوتیاں نکال کر بے دھڑک اللہ کے صدیق کو دھار رہا تھا اور اُس کے ضرب کا زیادہ نشانہ حضرت ابوبکرؓ کا چہرہ مبارک تھا محدثین کا بیان ہے کہ چہرے کو اس طرح زخمی کیا تھا کہ آپ کی تاک اور درجہ مبارک گویا برابر ہو گئے تھے آخر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ بنو عقیلہ والے آئے اور ایک چادر میں لپیٹ کر گھر پہنچا دیدہ لوگوں کو یقین ہو گیا تھا کہ ان زخموں سے جان برباد ہو سکیں گے۔ لیکن زندگی باقی تھی ہوش آیا تو زبان پر پہلا فقرہ جو آیا وہ یہ تھا۔

**مَا فَعَلَ سَيِّدِي اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم**

بلکہ سب کچھ دے دیدیا۔ سب کو معلوم ہے کہ بسا اوقات ابوبکرؓ کے گھر میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کے سوا کچھ نہ رہتا تھا ان کی یہ خاص شان تھی۔

**فناء الارادہ** سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سیدنا مالک بن نبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے اکابر اسلام خاصانِ حق تبارکی روپے کی بدولت ظالم آقاؤں کے پنجہ تم سے غلامی حاصل کی بلکہ آپ کے والد ابوقحافہ نے ڈانٹا بھی کہ ابوبکرؓ بھلا ابن بے کسوں، لا وارثوں اور کمزوروں کے ہزار کرنے سے تمہیں کیا فائدہ پہنچے گا؟ تو کہا

**يَا اَبَتِ اِنَّمَا اسْرِيدُ مَا اسْرِيدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ**  
بابا! میں جس چیز کا بھی اب ارادہ کرتا ہوں صرف خدا کے لئے اس کا ارادہ کرتا ہوں۔ "فناء ارادہ" کا یہی وہ مقام ہے جس سے صدیق کو گزرا پڑتا ہے اور وہ گزر چکے تھے۔

**اسلام کا پہلا خطبہ** پھر کیا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف مال لٹایا؟ دیکھو! **فَاَصْدَعَكُمْ اَتُومًا۔** کی آیت نازل ہوتی ہے اللہ کے حکم کو نہ کر کافروں کے درمیان آج کون جاتا ہے سب سے پہلے مکلف اس کے خود رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چاہتے ہیں کہ اُمّیں اور کافروں کے درمیان جا کر اعلان کریں لیکن جان پر کھیلنے والا ایک فدائی قدموں سے لپیٹ جاتا ہے اور گڑگڑا کر عرض کرتا ہے۔ اس کام کو میرے سپرد کیجئے۔ قریش بھرے بیٹھے ہیں۔ نہ ہو کہ دشمنوں کو چٹم زخم پہنچے۔

اجازت ہوتی ہے اور سر ہتھیلی پر رکھ کر قریش کے ضدادید اور سوراؤں کے درمیان اسلام کا حکم ناقواں فدا ہونے کے لئے آمادہ ہوا۔ اور میدان میں آیا کافروں سے بھی ایذا رسانی میں کوئی کمی نہیں کی۔ لیکن جو فدا ہونے

اس کے بعد ابن دغنه آپ کو اپنے ساتھ لا کر مکہ دالوں سے یہ کہہ کر چھوڑ گیا کہ یہ میری پناہ میں یہاں رہیں گے اور آپ کو بھی نفیحت کی کہ زور سے اپنی مسجد میں نہ رو دیا کریں۔ اس پر بھی چند دن ہی گزرے تھے کہ بالآخر آپ کو ابن دغنه سے کہنا پڑا۔

### اسرار الیوم جوارک وارضی بجوارک

(میں تمہاری پناہ کو تمہیں واپس کرتا ہوں اور صرف خدا کی پناہ کے ساتھ راضی ہو جاتا ہوں۔)

### ثانی ثنیں

حسب وطن کو احباب وطن کو گھر کو در کو ماں و باپ بیوی بچوں کو الغرض ہر چیز جو چھوڑی جا سکتی ہے سب کو چھوڑ کر دو میں دوسرا بننے کے لئے وہ روانہ ہوا۔ تو قربانی کے اس عظیم الشان ثبوت سے کون واقف نہیں۔ جو کچھ ساتھ لایا تھا چند دنوں میں سب صاف ہو گیا ایک دن دربار رسالت میں مکہ کا یہ رئیس اس شان کے ساتھ آیا کہ بدن پر ایک کبیل پٹا ہوا ہے سینہ پر اس کو

۲۷ سید بن السید سے محدث حاکم نے ثانی ثنیں کی تشریح کئے اچھے نظروں میں روایت کی ہے کہ وہ یعنی صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثانی (یعنی دوسرے) اسلام میں تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ثانی غاریں تھے ثانی بدر کی عریش (چھوڑی) میں تھے۔ ثانی قبر میں تھے عور کھدالوں کے لئے ثانی ثنیں کی تعبیر میں ایک دقیق نکتہ ہے کہ عربی زبان میں ایسے موقع پر احد من اثنين کہا کرتے ہیں یعنی دو آدمیوں سے ایک آدمی تھے۔ لیکن بجائے ایک کے حق تعالیٰ نے ان کو ثانی خطاب دیا۔

پھر قدمت کا یہ خطاب کیا ہمیشہ واقعات کے رنگ میں اسی طرح ظاہر نہ ہوا جو ثانی تھا اس کو ثانی رابع خاص کو ہی بنا سکتا تھا۔

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہوا)۔ پھر فرمائے۔  
تبارکت یا ذوالجلال والاکرام (برکتوں سے بھری ہوئی ہے وہ ذات جو عزت و جلال والی ہے)  
مطلب کیا تھا کہ خدا کی عزت اور اہل کے جلال کو قائم کرنے میں اس کا کمزور بندہ اگر ذلیل ہوا تو اسے ہونا چاہیئے نہ رشود نصیب دشمن کہ رشود ہلک تینقت۔  
سرور دوستان سلامت کہ تو صغیر ہو مائی۔

### مسجد اور نمازی تبلیغ

ابن مسلمانوں کو افریقہ کا صحرا اور ایشیاء کی وسیع وادیاں بعد کو ملیں ان پر ایک زمانہ وہ بھی گزرا تھا کہ اللہ کی عبادت کے لئے چند باشت زمین بھی انہیں ملتیر نہیں آتی تھی خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کی گھاٹیوں میں نماز ادا کرتے تھے کچھ دن ارقم کے گھر میں جماعت ہوتی رہی مگر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ رہا گیا۔ اپنے مکان کے احاطہ میں ایک چوڑا ترہ بنا کر اسے مسجد قرار دیا۔ تلاوت قرآن اور نمازیں اسی مسجد میں ادا فرماتے تھے اسی مسجد میں وہ سرور گذر قرأت کبھی کبھی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ قریش کے بچوں عورتوں اور اک عام طبقہ میں پھیل بیچ گئی۔

قریش نے آپ سے مطالبہ کیا کہ تم اس طرح رو رو کر نمازیں نہ پڑھا کرو۔ ہمارے بچے بگڑتے ہیں۔ ایذاؤں اور بے حرمتیوں کا ایک سلسلہ تھا جسے قریش نے اس کے بعد پھیل دیا۔ نہ رہا گیا۔ سر جن بکا دخت رونے والے آدمی سے نہ رہا گیا۔ گھر بار وطن کو سلام کر کے کاندھے پر اکل ڈال کر روانہ ہو گیا راستہ میں ابن دغنه ملا اور پوچھا کہ کہاں جاتے ہو۔ بولے میری برادری کے لوگ مجھے اپنے رب کی عبادت نہیں کرنے دیتے۔ جاتا ہوں خدا کی زمین بڑی وسیع ہے کہیں تو اس کی عبادت کرنے کا موقع مل جائے گا

طائفتوں کے لئے بجائے مجھے یا بھائیوں کے صرف کانٹا لگا ہوا تھا۔ میں  
جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت  
فرمایا کہ ابو بکرؓ اپنی عبا کو کانٹے سے کیوں باندھے ہوئے ہیں۔ سرکارِ  
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **انفق مالہ لکلی**  
(اپنا سب کچھ انہوں نے مجھ پر لٹا دیا) جبریل علیہ السلام  
نے فرمایا۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ابو بکرؓ کو میری طرف  
سے سلام کہو اور پوچھو کہ اپنے اس حال پر وہ خوش ہوتے ہیں  
انکھویں آنسو بھر آئے اور ابو بکرؓ کی زبان پر یہ نعرہ جاری تھا۔  
**اسخط علی ربی انا عن ربی راض** انا عن ربی راض  
دیکھا میں اپنے رب سے ناخوش ہو سکتا ہوں؟ میں اپنے رب سے  
راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

پیر ابو بکرؓ کو حکومت کی سلطنت کی دس لاکھ مربع میل عرب کی زمین  
قبضہ مل آئی۔ رومیوں اور ایرانیوں کے ملک کا ایک چھٹا حصہ آپ کے قلمرو میں

داخل ہوا۔ سب کچھ ہوا لیکن جب عرب کے اس بادشاہ کے کھن کو لوگوں نے دیکھا  
تو اس کھن میں وہی ایک پرانی یاد تھی جس میں بیماری کے تیم گمراہ گئے تھے لوگوں  
نے کہا بھی تھا کہ کیا یہ کھن میں ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا نہیں اسی کو دھوکہ  
دے دینا اور فرماتے گئے **ان الحی حقیق** بالجدید و اہلیت  
**انما یصلی الی البلی والصدید**۔ (زندہ نئے پکڑوں کے زیادہ  
مستحق ہیں اور مردہ کا انجام تو بالآخر پرانا ہوتا اور پیپ بننا ہے۔

قدرتی اتباع سنت۔ یہ یوم دصال دریافت فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے کس دن رحلت فرمائی عرف کیا گیا وہ شنبہ کو۔ فرمایا مجھے امید ہے  
کہ میری موت بھی آج ہی ہوگی عمر شریف بھی وہی تریٹھ سال یوم دصال بھی  
وہی دوشنبہ۔ دفن بھی پہلے رسول میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سے جہان گئی جان کے جو یا کے پاس  
پہنچا مر یعنی اپنے پیچھے کے پاس۔  
(باقی صفحہ پر)

# قدیم دینی درس گاہ دارالعلوم غفریہ جامع مسجد بھیرہ

کے طلبائے علوم دینیہ کے اخراجات پورا کرنا  
تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

زکوٰۃ و صدقات افا عطا کیا

آپ ضرور ان فی سبیل اللہ منافعوں کی امداد و اعانت کیجئے تاکہ اطمینان خاطر کے ساتھ قرآن و  
حدیث اور فقہ و اصول اور دوسرے علوم کی صف میں مشغول رہ سکیں۔

بجائے تمام دارالعلوم غفریہ کے پیر و برادران فرمایا کیجئے۔